حضرت علامہ ڈاکٹر خالد محمود رحمہ اللہ
کے ساتھ بیتے ہوئے کچھ لمحات

بقلم

یوسف شبیر احمد عفا اللہ عنہ

تقریظ

حضرت مولانا مفتی محمد طاہر واڈی صاحب مدظلہ

حضرت مولانا مرغوب احمد لاجپوری صاحب مدظلہ

ناشر

مدینہ اکیڈمی

ڈیوزبری، انگلینڈ

حضرت علامہ ڈاکٹر خالد محمود رحمہ اللہ
کے ساتھ بیتے ہوئے کچھ لمحات

﴿بقلم﴾

یوسف شبیر احمد عفا اللہ عنہ

﴿تقریظ﴾

حضرت مولانا مفتی محمد طاہر واڈی صاحب مدظلہ

حضرت مولانا مرغوب احمد لاجپوری صاحب مدظلہ

﴿ناشر﴾

مدینہ اکیڈمی

ڈیوزبری، انگلینڈ

تفصیلات

کتاب کا نام: حضرت علامہ ڈاکٹر خالد محمود رحمہ اللہ کے ساتھ بیتے ہوئے کچھ لمحات

بقلم: مولانا یوسف شبیر احمد صاحب

صفحات: 56

سن اشاعت: ذوالقعدہ ۱۴۴۶ھ - مئی ۲۰۲۵ء

ناشر: مدینہ اکیڈمی، ڈیوزبری، انگلینڈ

❁ ❁ ❁ ❁ ❁

ملنے کا پتہ

مدینہ اکیڈمی، ڈیوزبری، انگلینڈ

Madina Academy

Swindon Road, Dewsbury

West Yorkshire, WF13 2PA, England

Tel: 00 44 7973765203

Email: publications@madinaacademy.org.uk

Website: www.madinaacademy.org.uk

فہرست

تقریظ: حضرت مولانا مفتی محمد طاہر واڑی صاحب مدظلہ	۷
تقریظ: حضرت مولانا مرغوب احمد لاجپوری صاحب مدظلہ	۹
تمہید	۱۳
* پہلی ملاقات *	۱۷
امام کسے کہتے ہیں؟	۱۷
ضرورتِ اجتہاد پر ایک عقلی دلیل	۱۷
شیخ الاسلام حافظ ابن تیمیہؒ سے عقیدت	۱۸
یہ شذوذ ہے، خروج نہیں	۱۸
* دوسری ملاقات *	۲۰
"أقوال الجهابذة في شيخ الإسلام ابن تيمية" پر خوشی کا اظہار	۲۰
امام مالکؒ کے صوم ست من شوال کے انکار کی اصل وجہ	۲۱
حضرت حسینؓ کا اصل قاتل اور حضرت قاری محمد طیب صاحبؒ کا موقف	۲۲
* تیسری ملاقات *	۲۴
جمعہ کی دونوں اذانوں کا مقصد	۲۴
شیخ محی الدین ابن عربیؒ کے بارے میں غلط فہمیاں	۲۵

* چوتھی ملاقات *	۲۶
ابوطالب کے ایمان پر بحث	۲۶
علامہ سیوطیؒ اور اُن کی کتابوں پر تبصرہ	۲۷
اجماع کا لفظ کب شروع ہوا	۲۸
کھانے سے قبل اور کھانے کے بعد نمک کھانے کی تحقیق	۲۸
تفسیر المراغی اور في ظلال القرآن	۲۹
* پانچویں ملاقات *	۳۱
حکیم الامت حضرت تھانویؒ کا تصوف	۳۱
دلائل حجية الإجماع	۳۲
PhD کے متعلق مشورہ	۳۹
بعض اہم کتب تفسیر	۴۰
فيه كل شيئ إلّا التفسير	۴۱
علامہ صاحبؒ کی بعض تصانیف کا تذکرہ	۴۱
* چھٹی ملاقات *	۴۲
قبل از ولادت تحنیک	۴۲
حج؛ ایک عاشقانہ عمل	۴۳

اجماع کا مقصد	۴۳
صحیح، حسن وضعیف کی تقسیم بعد کی ایجاد ہے	۴۴
خطیب بغدادیؒ اور ابن حزمؒ کا تذکرہ	۴۵
دوسرے مذاہب والوں میں العقیدۃ الطحاویہ کی مقبولیت	۴۵
جلدوں کی کثرت علم کی گہرائی کا معیار نہیں	۴۵
قبر پر صاحب قبر کی کتاب پڑھنا	۴۶
قبر سے استفادہ اور فیض	۴۶
حضرت علامہؒ کے دل میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت	۴۸
محاسبۂ نفس	۴۸
* ساتویں اور آخری ملاقات *	۵۰
امام ابوحنیفہؒ کے بارے میں حافظ ابن حجرؒ کی رائے	۵۱

بسم الله الرحمن الرحيم

تقریظ

حضرت مولانا مفتی محمد طاہر واڈی صاحب مدظلہ

استاذ حدیث وصدر مفتی دارالعلوم العربیہ الاسلامیہ، بری، انگلینڈ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمده و نصلي على رسوله الكريم، أما بعد:

عقیدۂ ختم نبوت کے ترجمان، عظمتِ صحابہ واہل بیت کے پاسبان، مناظر اسلام، حضرت علامہ خالد محمود صاحب رحمۃ اللہ علیہ حقیقت میں ''علامہ'' کہلانے کے مستحق تھے، اُنھیں دینی علوم میں جس طرح بہت زیادہ مہارت حاصل تھی، اسی طرح دنیوی علوم میں بھی آپ کو مہارت تامہ حاصل تھی۔ علامہ صاحب اپنے زمانہ کے علماء کے سرخیل تھے، سب سے بڑی بات یہ تھی کہ آپ اکابر کے طرز پر چلنے والے تھے اور اللہ تعالیٰ نے آپ سے بہت سی دینی خدمات لیں، آپ نے بہت سی مفید کتابیں تصنیف فرمائی۔ کبھی کبھی تو آپ ایسی باتیں ارشاد فرماتے تھے جس سے ایسا محسوس ہوتا تھا کہ آپ کو الہام ہوتا ہے۔

ہمارے والد محترم حضرت مولانا اسماعیل واڈی صاحب رحمۃ اللہ علیہ بھی آپ کے علم وفضل کے بہت زیادہ معتقد تھے، جس زمانے میں ہمارے والد صاحب جامعہ اسلامیہ تعلیم الدین ڈابھیل میں طالب علم تھے، اسی زمانہ میں حضرت علامہ صاحب بھی وہیں طالب علم تھے۔ اُسی وقت سے دونوں حضرات کا تعلق رہا اور جب ہمارے والد صاحب برطانیہ تشریف لائے تو اس کے بعد سے دونوں حضرات کے تعلقات میں مزید اضافہ ہوتا رہا۔

انتہائی خوشی کی بات ہے کہ ہمارے عزیز مولانا یوسف شبیر احمد صاحب نے حضرت علامہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے زندگی کے آخری سالوں میں کچھ ملاقاتیں کیں اور آپ کے قیمتی جواہرات وافادات کو قلم بند بھی کیا جنھیں بحمداللہ اِس کتابچے کی شکل میں طبع کیا جارہا ہیں۔

اِن مضامین سے حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے علمی تبحر، قوت حافظہ، وسعت مطالعہ اور عشق نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔

اللہ تعالیٰ اِسے قبول فرمائے، امت کے لیے مفید بنائے اور حضرت علامہ صاحب کے فیوض سے امت کو مستفید فرمائے۔

محمد طاہر واڈی عفا اللہ عنہ
۱۷/شعبان المعظم ۱۴۴۶ھ

تقریظ

حضرت مولانا مرغوب احمد لاجپوری صاحب مدظلہ

امام وخطیب مسجد بلال، ڈیوز بری، انگلینڈ
مؤلفِ کتب کثیرہ ومفیدہ/محشی مرغوب الفتاویٰ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

محقق عصر حضرت علامہ خالد محمود صاحب رحمہ اللہ گونا گوں صفات کے مالک تھے۔ وسیع علم، نظر میں گہرائی وگیرائی، مسلَّم محقق، فرق باطلہ کے رد میں بے مثال مناظر، منجھے ہوئے مصنف، علم مستحضر، حاضر جوابی میں یکتا اور فرد فرید، آیات قرآنیہ، احادیث نبویہ، آثار صحابہ وتابعین کے ساتھ ساتھ عربی، فارسی اور اردو اشعار حافظہ میں اِس قدر محفوظ اور بروقت اس کے اظہار پر قدرت کو دیکھ کر طبیعت حیران اور عش عش کرتی رہتی۔ اِن تمام کمالات کے باوجود زندگی انتہائی سادہ، پرانی اکیڈمی کے ایک چھوٹے سے کمرے میں اِس قلندر کے شب وروز گذرے، نہ کوئی محل، نہ کوٹھی، نہ کوئی زیب وزینت کے سامان، علمائے زہاد کا عملی نمونہ۔

الحمدللہ! اس عاجز کو حضرت علامہ رحمہ اللہ کی کئی مجالس میں شرکت اور اُن کے علمی فیوض سے استفادے کی سعادت نصیب ہوئی۔ ہر ملاقات پر اُن کی عظمت وقدر میں اضافہ ہی ہوتا گیا، بڑے ملنسار، تواضع اور انکساری کی صفت سے متصف تھے۔

کسی مجلس میں دنیوی تذکرے یاد نہیں پڑتے، ہمیشہ علمی گفتگو، کوئی علمی سوال، پھر اُس

پر تفصیلی بحث وگفتگو یا مختصر کلام ـ علمائے دیوبند کے حالات کے حافظ اور بروقت اکابر کے ملفوظات یا واقعات سے استدلال کا نرالا انداز رکھتے تھے ۔

مجھے بکثرت یاد پڑتا ہے کہ ابتدا ہی میں کوئی سوال پوچھ لیتے، پھر تھوڑی دیر جواب کے منتظر رہتے، پھر خود ہی جواب دیتے اور اِس قدر مدلل کہ تشفی ہو جاتی ـ طرزِ تفہیم بھی انوکھا اور سادہ کہ اہلِ علم تو خیر، عوام بھی سمجھنے میں دشواری محسوس نہ کرتے ۔

کسرِ نفسی کا یہ عالم کہ ایک سے زائد مرتبہ آپ کے حالات کے متعلق سوال کیا، مثلاً: حضرت! آپ کی فراغت کب ہوئی؟ آپ کے اساتذہ کون ہیں وغیرہ؟ مگر ہمیشہ جواب سے احتراز؛ بلکہ نکیر کی کہ اِس سے کیا کام؟ اِس سے کیا فائدہ؟ کوئی کام کی بات کرو ۔

اس عظیم شخصیت کی چند اہم علمی مجالس پر مشتمل یہ مختصر رسالہ، جسے دارالعلوم بری کے سابق مفتی و استاذ حدیث اور اِس وقت جامعۃ العلم والہدی بلیک برن کے شیخ الحدیث و استاذ فقہ حضرت مولانا مفتی شبیر احمد صاحب مدظلہ کے حقیقی علمی وارث، صاحبزادۂ محترم مولانا مفتی یوسف صاحب- زید مجدہ و بارک اللہ تعالی فی علمہ وعملہ- نے مرتب کیا اور راقم کو حکم فرمایا کہ اس پر چند سطریں لکھ دوں، موصوف کے حکم کی تعمیل میں یہ سطریں لکھی جا رہی ہیں ۔

اللہ تعالی موصوف کی اِس خدمت کو ان کی اور خدمات جلیلہ کی طرح شرف قبولیت عطا فرمائے ۔

اِس مختصر رسالہ کے اوراق اپنے اندر بہت کچھ لیے ہوئے ہیں، چند صفحات میں حضرت علامہ رحمہ اللہ کے علوم کی ایک جھلک دیکھی جا سکتی ہے کہ حضرت علامہ رحمہ اللہ کو ضعف اور پیرانہ سالی میں بھی مضامین علمیہ کس قدر محفوظ تھے اور کتابوں کی عبارتیں کس طرح ازبر تھیں،

جس پر ہم جیسے طالب علم رشک ہی کر سکتے ہیں۔

مرتب مدظلہ نے آپ کے علمی کمالات کے ساتھ آپ کے عشقِ نبوی ﷺ کا بھی خوب تذکرہ کیا ہے۔

دیکھنے میں یہ رسالہ مختصر ہے؛ مگر مرتب نے اس میں کئی مضامین علمیہ کو جمع کر دیا ہے، مثلاً: امام کسے کہتے ہیں؟ تخلیقِ خلق کا مقصد اور ایک عقلی دلیل، شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کے متعلق علامہ کی رائے اور ایک مجلس میں اُن پر اعتراض اور اس کا بہترین دفاع، شوال کے روزوں کا مسئلہ، حضرت حسین رضی اللہ عنہ کا قاتل کون؟ جمعہ کی اذان ثانی پر کلام، ایک شیعی عالم شیخ صدوق کے اشکال کا فوری خوب جواب، ابو طالب کے ایمان پر تبصرہ، کھانے سے پہلے اور بعد میں نمک کھانے کا مسئلہ، چند تفاسیر کے بارے میں آپ کا موقف، تحنیک کب ہونی چاہیے؟ حج میں علم وحکمت تلاش نہیں کی جائے گی، یہ دیوانہ خصلت والا عمل ہے، امام کا تقرر کون کرے گا، جمع قرآن کے وقت قرآن کی کسی آیت کی نفی اور کفر کا مسئلہ، خطیب بغدادی اور ابن حزم رحمہما اللہ پر کلام، تصنیف میں اصل کیا ہے جلدوں کی کثرت یا علمی گہرائی؟ کسی قبر کے پاس صاحب قبر کی کتاب پڑھنے کی اصل، قبور سے فیض کا مسئلہ وغیرہ کے ساتھ ساتھ اجماع پر بہت مفید اور کام کا مواد جمع ہو گیا ہے۔

مرتب موصوف نے حاشیہ میں بھی بہت مفید معلومات جمع کر دی ہیں، جو ایک طالب علم کے لیے بڑے کام کی چیز ہیں، چند جملوں اور سطروں میں کئی مفید کتابوں کا تعارف آ گیا ہے۔ موصوف کے بعض رسائل اور قیمتی وتحقیقی کتابوں کی مختصر فہرست بھی حاشیہ میں دیکھی جا سکتی ہے۔

باذوق صاحب مطالعہ حضرات اور طالب علموں کے لیے اِس مختصر رسالہ میں مفید تر باتوں کا سامان موجود ہے۔ اللہ کرے قدردان حضرات اِسے قدر کی نگاہوں سے دیکھے۔

اللہ تعالی موصوف کی اِس علمی خدمت کو اپنی بارگاہِ عالی میں قبولیت بخشے اور ناظرین کے لیے مفید و کارآمد بنائے، آمین۔

مرغوب احمد لاجپوری

۲۲/شعبان المعظم ۱۴۴۶ھ

۲۱/فروری ۲۰۲۵ء، بروز جمعہ

تمہید

حضرت علامہ ڈاکٹر خالد محمود صاحب رحمہ اللہ دنیائے علم میں ایک سمندر کی حیثیت رکھتے تھے، علمی طبقے میں حضرت علامہ صاحب کو بڑی قدر و منزلت کی نگاہ سے دیکھا جاتا تھا، تاریخ میں ایسی انقلابی شخصیات خال خال ہی نظر آتی ہیں، اُن کا سینہ علوم ظاہری و باطنی کا گنجینہ تھا، مجاہدہ، خدمت خلق اور خلوص ومحبت اُن کا مسلک تھا، وہ اللہ تعالیٰ کے ایسے برگزیدہ بندوں میں سے تھے کہ ان کی زندگی کا ہر پہلو روشن و تابناک تھا، وہ اپنے آپ میں ایک انجمن تھے، اُن کے تابندہ نقوش نوجوانانِ ملت و رجالِ امت کے لیے چراغِ راہ ثابت ہوں گے۔

حضرت علامہ صاحب نے فرق باطلہ خصوصاً ردقادیانیت وشیعیت کے موضوع پر بڑی نمایاں خدمات انجام دی ہیں، علامہ صاحب ہندو پاک کے علماء میں نہایت عقیدت و احترام کی نگاہ سے دیکھے جاتے ہیں۔

آپ ۱۹۶۶ء میں برطانیہ آگئے تھے، اسی لیے آپ یہاں کے اولین علماء میں شمار کیے جاتے ہیں۔ آپ نے یہاں اسلامک اکیڈمی قائم کی اور تعلیم وتعلم کا سلسلہ جاری رکھا، کئی کتابیں تصنیف فرمائیں، آپ نے تقریباً ستر (۷۰) سال مسلسل علمی خدمات انجام دیں اور لوگوں کے لیے رشد و ہدایت کا ذریعہ بنے رہے اور اسلام کی بقا و تحفظ کے لیے اپنی پوری زندگی بسر کی۔

بندہ کی فراغت دارالعلوم بری سے ۲۰۰۵ء میں ہوئی تھی، فراغت کے بعد والد محترم شیخ الحدیث والتفسیر حضرت مفتی شبیر احمد صاحب نے مجھے حضرت علامہ صاحب سے استفادہ کا مشورہ دیا اور فرمایا کہ حضرت علامہ صاحب علم کے سمندر ہیں، اُن کے پاس جایا کرو اور اُن سے

علمی استفادہ کرو؛لیکن بعض وجوہات اور مشاغل کی بنا پر بندہ کئی سالوں تک حضرت علامہ صاحب کی خدمت میں حاضر نہ ہوسکا۔

حضرت علامہ صاحب سے میری پہلی ملاقات ۲۰۱۷ء میں والدمحترم اور کئی علمائے کرام کی معیت میں ہوئی،اِس ملاقات میں ہمارے ایک دوست نے اپنی ایک تالیف کاذکر بھی کیا،اِس ملاقات کے بعد پھر تو کئی مرتبہ حضرت علامہ صاحب کی خدمت میں حاضر ہونے کا شرف حاصل ہوااور استفادہ کاموقع ملتا رہا،اِن ملاقاتوں میں اکثر بندہ اکیلا ہوتا تھا،یہ ملاقاتیں کسی نہ کسی علمی موضوع پر محیط ہوا کرتی تھیں جن میں سے چند کی کچھ تفصیلات بندے نے اُسی وقت قلم بند کی تھیں،جو قارئین کی خدمت میں پیش کرنے کی سعادت حاصل کر رہا ہوں۔

یوں تو حضرت علامہ صاحب کا علمی مقام مسلَّم اور مستحکم تھا؛لیکن بندے کو اُن کی جس چیز نے سب سے زیادہ متأثر کیا وہ اُن کا حضور اکرم ﷺ سے بے پناہ عشق ومحبت ہے۔

ایک مرتبہ میری ملاقات حضرت علامہ صاحب سے ۳۱/ جولائی ۲۰۱۹ء کو ہوئی،جس میں بندہ نے حضرت علامہ صاحب سے اپنے آنے والے سفرحج کا تذکرہ کیا،اس پر آپ نے مجھے کچھ نصیحتیں کیں اور پھر عشاء کی نماز کے بعد مسجد میں تمام نمازیوں کو روک لیااور فرمایا کہ اِن کے والد مفتی شبیر صاحب میرے دوست ہیں،وہ حج کے لیے چلے گئے ہیں اوراب دو دن کے بعد یہ بھی حج کے لیے جارہے ہیں،آپ سب ان سے دعا کی درخواست کرواور حضور ﷺ کی خدمت میں صلوٰۃ وسلام پیش کرنے کی بھی۔

اِس سے اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ حضرت علامہ صاحب کیسے عاشق رسول تھے اورانھیں آپ ﷺ سے کس قدر محبت اور گہری عقیدت تھی۔

واضح رہے کہ حضرت علامہ صاحب مانچسٹر کی جامع مسجد کے احاطے میں ایک چھوٹے سے کیبن (Cabin) میں قیام پذیر تھے، بالکل زاہدانہ اور درویشانہ زندگی گزارتے تھے، انتہائی سادگی کی تصویر اور فقر واستغناء کی دولت سے مالامال تھے؛ لیکن اللہ تعالی نے عوام کے دلوں میں ہی نہیں، مشایخ اور خواص کے ہاں بھی انھیں بڑی وقعت اور شان پذیرائی عطا فرمائی تھی۔

حضرت علامہ صاحب سے بندہ کی آخری ملاقات انتقال سے قبل ۵ /نومبر ۲۰۱۹ء کو ہوئی تھی، اِس ملاقات میں حضرت علامہ صاحب بہت خاموش تھے اور غمگین بھی، بس اتنا فرمایا کہ تمہارے حج پر جانے کے بعد میں بہت حالات سے گزرا ہوں۔ اِسی درمیان نماز کا وقت ہوا، ہم لوگ نماز کے لیے نکلے، آپ نے خلاف عادت اِس پیرانہ سالی کے باوجود مجھ سے معانقہ کیا اور پھر ہم اجازت لے کر رخصت ہو گئے۔

اس کے کچھ دن بعد کرونا (Corona) شروع ہوگیا اور پھر ملاقات کا شرف حاصل نہ ہوسکا، یہاں تک کہ وقت موعود آپہونچا اور ۱۴/مئی ۲۰۲۰ء کو آپ کا وصال ہوگیا۔ إنا لله و إنا إليه راجعون۔

کیا لوگ تھے جو راہِ وفا سے گزر گئے
جی چاہتا ہے کہ نقشِ قدم چومتا چلوں

حضرت علامہ صاحب کی ولادت ۱۷ / اکتوبر ۱۹۲۵ء کو لاہور، پاکستان میں ہوئی، اللہ تعالی نے آپ کو لمبی زندگی عطا فرمائی، آخری وقت تک آپ کا دماغ حاضر رہا اور علم کا مکمل استحضار رہا، آپ نے اپنی زندگی میں متعدد تصنیفی خدمات انجام دی ہیں جن سے آنے والی نسلیں

استفادہ کرتی رہیں گی۔

آپ کے انتقال کے کچھ ہی دن بعد بندہ نے حضرت کے کچھ احوال اور ملاقات کا تذکرہ اپنے ایک انگریزی مضمون میں بھی کیا تھا، جسے قارئین نے پسند کیا تھا۔[1]

بندہ یوسف شبیر احمد عفا اللہ عنہ
۱۸/جمادی الاولی ۱۴۴۴ھ
۱۲/دسمبر ۲۰۲۲ء

(۱) دیکھیے: www.islamicportal.co.uk/demise-of-allamah-dr-khalid-mahmood

﴾پہلی ملاقات﴿

﴾۱۴/فروری ۲۰۱۷ء﴿

آج بروز جمعہ دوپہر کو والدمحترم مفتی شبیر احمد صاحب کے ساتھ علامہ خالد محمود صاحب کی خدمت میں حاضری کا شرف حاصل ہوا، حضرت مولانا اقبال رنگونی صاحب اور حضرت مولانا ثمیر الدین صاحب بھی ہمارے ساتھ تھے۔

امام کسے کہتے ہیں؟

علامہ صاحب نے حاضرین سے پوچھا: امام کسے کہتے ہیں؟ پھر خود ہی فرمایا: جس نے کوئی ایسی بات کہی ہو جو اس سے پہلے کسی نے نہ کہی ہو۔ اب سوال یہ ہے کہ مولانا عبدالشکور لکھنویؒ کو امام اہل سنت کیوں کہتے ہیں؛ جب کہ شیعوں کے خلاف عرب میں ابن تیمیہؒ نے بڑا کام کیا اور عجم میں حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ نے؟ دراصل مولانا عبدالشکورؒ نے یہ مدلل ثابت کیا کہ شیعہ قرآن کے منکر ہیں۔ ویسے مجازاً امام کا لفظ بہت سے لوگ استعمال کرتے ہیں۔

ضرورتِ اجتہاد پر ایک عقلی دلیل

پھر علامہ صاحب نے شیعہ و غیر مقلدین کے خلاف ایک عقلی دلیل کا ذکر کرتے ہوئے ارشاد فرمایا: تخلیق خلق کا مقصد عبادت ہے اور اس کا دار و مدار نبی اور رسول ہے، اگر وہ ذریعہ ہی معتمد نہ ہو تو تخلیق خلق کا مقصد حاصل ہو ہی نہیں سکتا، اِسی طرح عبادت کی تکمیل کے لیے اجتہاد ضروری ہے جس کے لیے مجتہدین پر اعتماد ضروری ہے۔

شیخ الاسلام حافظ ابن تیمیہؒ سے عقیدت

مجلس کے اختتام پر مسجد ہدایہ مانچسٹر کے امام اور ہمارے مخلص دوست ومحب مولانا حنیف صاحب نے حضرت کو میرے بارے میں بتایا کہ انھوں نے شیخ الاسلام ابن تیمیہؒ کے بارے میں ''کچھ لکھا ہے''، حضرت نے تنہائی میں مجھے اور مولانا حنیف صاحب کو بلایا اور ناراضگی کا اظہار کیا اور فرمایا: قیامت کے دن ہر بات کا حساب دینا ہوگا، امام ابن تیمیہؒ کا مقام بہت بلند ہے، وہ مجتہد ہیں۔ حضرت یہ سمجھے کہ بندہ کی یہ کتاب حافظ ابن تیمیہؒ کے خلاف ہے، اس پر بندہ نے عرض کیا کہ یہ کتاب اُن کے حق میں ہے، اس پر حضرت بہت خوش ہوئے اور مطمئن ہو گئے، پھر ارشاد فرمایا کہ مجھے بھی اُن پر کچھ لکھنا ہے؛ لیکن آپ نے لکھ لیا ہے۔

یہ شذوذ ہے، خروج نہیں

پھر فرمایا کہ طلاقِ ثلاثہ کے مسئلے میں انھیں کیسے نکالا جائے۔ ایک مرتبہ پاکستان میں ایک نشست ہو رہی تھی جس میں مختلف فرق کے لوگ جمع تھے، میری زبان سے نکل گیا کہ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ نے لکھا ہے: ''مَن خرج عن المذاهب الأربعة فهو ضال'' فوراً بریلویوں نے کہا کہ پھر تو ابن تیمیہؒ خارج اہل سنت ہیں، سب دیوبندی میری طرف دیکھنے لگے کہ اب یہ ابن تیمیہؒ کو کیسے نکالیں گے، میں نے کہا کہ وہ حنبلی ہیں، وہ حنبلیت سے نہیں نکلے تھے، یہ شذوذ ہے، خروج نہیں۔

پھر علامہ صاحب نے بندہ سے پوچھا: ملا علی قاریؒ کی شرح شمائل (۱) سے عبارت

(۱) جمع الوسائل في شرح الشمائل، ملا علی قاری متوفی ۱۰۱۴ھ کی معروف تصنیف ہے جو کئی بار طبع ہو چکی ہے۔

لی ہے؟[۲] میں نے عرض کیا: جی۔ حضرت نے دعائیں دیں اور ہم رخصت ہو کر نکل گئے۔ بندہ کو علامہ صاحب کے استحضار پر بہت رشک ہوا۔

(۲) شرح شمائل کی عبارت سے مراد وہ طویل عبارت ہے جس میں ملا علی قاریؒ نے علامہ ابن حجر مکی ہیتمیؒ کی سخت تردید کی ہے، اس کے ابتدائی جملے حافظ ابن تیمیہؒ اور حافظ ابن القیمؒ کے متعلق کچھ اس طرح ہیں: أقول: صانهما الله من هذه السمة الشنيعة والنسبة الفظيعة، ومن طالع شرح منازل السائرين تبين له أنهما كانا من أكابر أهل السنة والجماعة ومن أولياء هذه الأمة...۔ یہی مضمون ملا علی قاریؒ کی مرقاۃ المفاتیح جلد ۸، صفحہ ۱۴۸ پر بھی ہے۔

﴿دوسری ملاقات﴾

﴿جولائی ۲۰۱۸ء﴾

ہمارے عزیز دوست مولانا زبیر بن مفتی نذیر صاحب نے اطلاع دی کہ حضرت علامہ صاحب برطانیہ تشریف لائے ہیں، سو آج صبح سوا دس بجے علامہ صاحب کی خدمت میں مانچسٹر پہنچا۔

"أقوال الجهابذة في شيخ الإسلام ابن تيمية" پر خوشی کا اظہار

پہنچتے ہی حضرت علامہ صاحب کی خدمت میں "أقوال الجهابذة في شيخ الإسلام ابن تيمية "[۱] کا مسودہ پیش کیا، علامہ صاحب بہت خوش ہوئے اور دعائیں دیں۔ کتاب کے مختلف حصے دیکھے، جب اپنا ترجمہ پڑھا تو خصوصیت سے ارشاد فرمایا کہ اس میں رافضیت وقادیانیت کے خلاف کوششوں کا خاص تذکرہ ہونا چاہیے۔

علامہ صاحب کی مختلف عبارات علامہ ابن تیمیہؒ کے حوالہ سے اس میں مذکور ہیں، ایک جگہ "آثار الإحسان"[۲] میں علامہ صاحب لکھتے ہیں کہ حافظ ابن تیمیہ، حافظ ابن القیم اور شیخ محمد بن عبد الوہاب[۳] اکابر اہل السنۃ والجماعت میں سے ہیں۔

(۱) یہ راقم السطور کی تالیف ہے جو غیر مطبوع ہے۔

(۲) آثار الإحسان في سير السلوك والعرفان علامہ خالد محمود کی دو جلدوں میں علم تصوف وتزکیہ پر بہترین کتاب ہے۔

(۳) شیخ محمد بن عبد الوہابؒ متوفی ۱۲۰۶ھ کے متعلق حضرات علمائے کرام واکابر کا اختلاف ہے، دار العلوم دیوبند کے رکن شوری حضرت مولانا محمد منظور نعمانیؒ متوفی ۱۴۱۷ھ نے اپنی کتاب "شیخ محمد بن عبد الوہاب اور ہندوستان کے علمائے حق" میں ان کا دفاع کیا ہے، دار العلوم کے مہتمم حکیم الاسلام حضرت قاری محمد طیب صاحبؒ متوفی ۱۴۰۳ھ نیز شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا صاحب کاندھلویؒ متوفی ۱۴۰۲ھ نے اس کتاب پر تقریظ تحریر فرما کر اس کی تائید کی ہے، واللہ سبحانہ اعلم بحقیقۃ الحال۔

پھر ارشاد فرمایا: اب آپ کو ابن تیمیہؒ میں اختصاص پیدا ہوگیا ہے، اس کا حق یہ ہے کہ فتنہ رافضیت وشیعیت میں آپ مہارت حاصل کریں۔

پھر پوچھا: کیا اِس کتاب میں "منهاج السنة"[۱] کا ذکر ہوا ہے؟ بندہ نے اثبات میں جواب دیا۔

پھر پوچھا کہ ملا علی قاریؒ کی شرح شمائل اور رسائل میں سے کلام لیا ہے؟ بندہ نے عرض کیا: جی ہاں۔

امام مالکؒ کے صوم ست من شوال کے انکار کی اصل وجہ

بندہ نے پھر اپنی ایک انگریزی کتاب ماہ شوال میں چھ روزوں کے متعلق[۲] علامہ صاحب کی خدمت میں پیش کی، علامہ صاحب پوچھنے لگے کہ امام مالکؒ اِن روزوں کا کیوں انکار کرتے ہیں؟ میں نے کچھ جوابات دیے جو کتاب میں بھی مذکور ہیں کہ شاید امام مالک رحمہ اللہ کو روایت نہ پہونچی ہو وغیرہ۔ علامہ صاحب نے ارشاد فرمایا کہ وجہ یہ ہے کہ صوم ست من شوال

(۱) منهاج السنة النبوية في نقض كلام الشيعة والقدرية شیخ الاسلام حافظ ابن تیمیہؒ متوفی ۷۲۸ھ کی ردشیعیت پر بے نظیر کتاب ہے، راقم السطور نے ایک جگہ لکھا ہے کہ حافظ ابن تیمیہؒ نے پانچ بے نظیر تصانیف لکھ کر امت پر بہت بڑا احسان فرمایا ہے: منهاج السنة، الصارم المسلول على شاتم الرسول، الجواب الصحيح لمن بدل دين المسيح، كتاب الإيمان، كتاب النبوات۔ پہلی تین کتابیں تو معروف ہیں اور کتاب الایمان سے علامہ شبیر احمد عثمانیؒ متوفی ۱۳۶۹ھ نے بہت زیادہ استفادہ کیا اور اس سے کئی عبارات اپنی کتاب فتح الملہم میں نقل کی ہے، اسی طرح کتاب النبوات کے متعلق ایک جگہ علامہ شبیر احمد عثمانیؒ تحریر فرماتے ہیں: هو كتاب نفيس بديع، لم ينسج على منواله۔

(۲) یہ کتاب مطبوع ہے، اسکا نام ہے: (An expositive treatise on the six fasts of Shawwal) تبيان المقال في صوم الست من شوال۔

پر اہل مدینہ کا عمل نہیں تھا، یہ اصل وجہ ہے۔ (۱)

حضرت حسین رضی اللہ عنہ کا اصل قاتل اور حضرت قاری محمد طیب صاحب رحمہ اللہ کا موقف

پھر ارشاد فرمایا کہ حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے قتل کے متعلق امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ جو فرماتے ہیں کہ قتل میں اصلاً ابن زیاد کا ہاتھ تھا صحیح فرماتے ہیں۔ (۲)

(۱) راقم السطور عرض کرتا ہے کہ حضرت امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ متوفی ۱۵۰ھ کی طرف بھی جو کراہت یا عدم استحباب منسوب ہے اس کی بھی بظاہر وجہ یہی ہے کہ اہل کوفہ کا اس پر مستقل عمل نہیں تھا اور نہ ہی یہ روایت آپ کے زمانہ میں مشہور ہوگی، و لیس هذا موضع التفصیل)۔

(۲) شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے منہاج السنۃ اور اسی طرح اپنے فتاوی میں حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت کے متعلق متعدد مقامات پر مفصلاً کلام کیا ہے، کچھ اقتباسات بندہ نے اپنی کتاب العقد الثمين في حب النبي الأمين صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم (صفحہ ۳۱) میں بھی نقل کیے ہیں، جن کا حاصل یہ ہے کہ یزید نے حضرت حسین رضی اللہ عنہ کو قتل کرنے کا حکم نہیں دیا تھا اور نہ ہی اس پر خوشی کا اظہار کیا تھا۔ اِس سلسلہ میں تاریخی روایات میں تعارض ہے۔ جب کہ بعض محققین کی رائے یہ ہے کہ یزید نے چاہے صریح حکم نہ دیا ہو؛ لیکن اُس نے اس پر خوشی اور رضامندی کا اظہار کیا تھا، اسی کو حضرت قاری محمد طیب صاحب رحمہ اللہ نے نقل فرمایا ہے اور اس کی تائید میں بعض آثار بھی پیش کیے ہیں؛ لیکن ابن تیمیہ رحمہ اللہ ان آثار کو غیر ثابت سمجھتے ہیں۔

یہاں پر یہ واضح رہے کہ ابن تیمیہ رحمہ اللہ اور اسی طرح حضرت علامہ صاحب رحمہ اللہ نہ تو یزید کے مداح یا محب ہیں اور نہ ہی اسے بالکلیہ معفو عنہ سمجھتے ہیں، نیز حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت کو ایک عظیم الشان جرم سمجھتے ہیں۔ چنانچہ ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: لا ريب أنَّ قتل الحسين من أعظم الذنوب، وأنَّ فاعلَ ذلك والراضي به والمعين عليه مستحقٌّ لعقاب الله الذي يستحقه أمثاله۔ نیز فرماتے ہیں: وهو لم يأمر بقتل الحسين، ولا أظهر الفرح بقتله، ولا نكت بالقضيب على ثناياه رضي الله عنه، ولا حمل رأس الحسين رضي الله عنه إلى الشام۔ نیز فرماتے ہیں: افترق الناس في يزيد بن معاوية بن أبى سفيان ثلاث فرق: طرفان ووسط۔ آگے فرماتے ہیں: والقول الثالث أنَّه كان ملكا من ملوك المسلمين، له حسنات وسيئات، ولم يُولد إلا في خلافة عثمان، ولم يكن كافرا، (بقیہ اگلے صفحہ پر ملاحظہ ہو....)

حکیم الاسلام حضرت قاری محمد طیب صاحبؒ نے مصلحتاً یزید کے خلاف لکھا تھا[1] تاکہ دارالعلوم پر الزام نہ ہو کہ یزید کے معاملے میں متساہل ہیں، بعد میں وہ اپنا موقف تحریر کرنے والے تھے؛ لیکن انتقال ہوگیا۔

اس کے بعد کتاب کے مسودہ پر ”تالیف یوسف شبیر احمد“ کی طرف دیکھتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ مفتی شبیر احمد صاحب کی دارالعلوم بری میں بہت اہم خدمات ہیں، نیز فرمایا کہ اِس کتاب سے اُن کی مزید پہچان ہوگی، طباعت میں جلدی مت کرنا، میں اسے اچھی طرح سے دیکھوں گا، یہ ایک بہت اہم کام تھا جو آپ نے کیا ہے۔

(مابقیہ حاشیہ صفحہ: ۱۷)....ولكن جرى بسببه ما جرى من مصرع الحسين، وفعل ما فعل بأهل الحرَّة، ولم يكن صاحبا ولا من أولياء الله الصالحين. وهذا قول عامَّة أهل العقل والعلم والسنة والجماعة. ثم افترقوا ثلاث فرق: فرقة لعنته، وفرقة أحبَّته، وفرقة لا تسبُّه ولا تحبُّه، وهذا هو المنصوص عن الإمام أحمد، وعليه المقتصدون من أصحابه وغيرهم من جميع المسلمين۔ اسی طرح شہادت کے بعد یزید کے کردار پر نقد کرتے ہوئے ابن تیمیہؒ تحریر فرماتے ہیں: لكنه مع هذا لم يظهر منه إنكار قتله، والانتصار له، والأخذ بثأره كان هو الواجب عليه، فصار أهل الحق يلومونه على تركه للواجب مضافاً إلى أمور أخرى۔ اسی طرح حافظ ابن کثیرؒ متوفی ۷۷۴ھ البدایۃ والنہایۃ (جلد ۱۱، صفحہ ۵۷۸) میں تحریر فرماتے ہیں: والذي يكاد يغلب على الظن أن يزيد لو قدر عليه قبل أن يقتل لعفا عنه، كما أوصاه بذلك أبوه، وكما صرح هو به مخبرا عن نفسه بذلك. وقد لعن ابنَ زياد على فعله ذلك وشتمه فيما يظهر ويبدو، ولكن لم يعزله على ذلك ولا عاقبه ولا أرسل يعيب عليه ذلك۔ الغرض یزید کا حکم نہ دینا یا خوش نہ ہونا اس بات کو مستلزم نہیں ہے کہ وہ بالکلیہ بے قصور ہے، اس لیے کہ امارت تو اسی کی تھی، اسی کے مقرر شدہ لوگوں نے یہ کام کیا، اور اس سانحہ کے بعد بھی اس نے وہ کردار ادا نہیں کیا جو اسے ادا کرنا چاہئے تھا، واللہ سبحانہ اعلم وعلمہ احکم واتم۔

(۱) دیکھیے: شہید کربلا اور یزید، تالیف حکیم الاسلام حضرت قاری محمد طیب صاحبؒ متوفی ۱۴۰۳ھ۔

﴿تیسری ملاقات﴾

﴿۲۵/ مارچ ۲۰۱۹ء﴾

۲۵/ مارچ ۲۰۱۹ء کو حضرت علامہ خالد محمود صاحب سے مانچسٹر میں ملاقات ہوئی، حضرت نے قدرے ناراضگی کا اظہار فرمایا کہ میں بہت دن سے آپ کا منتظر تھا اور آپ آئے ہی نہیں، بندے نے معذرت پیش کی اور عرض کیا کہ متعدد بار رابطہ کی کوشش کی؛ لیکن رابطہ نہ ہو سکا، فرمایا کہ ویسے ہی آجاتے تم، اس لیے نہیں آئے ہوں گے کہ تمہارا وقت ضائع نہ ہو، ویسے ہی آجاتے ثواب تو مل ہی جاتا۔

جمعہ کی دونوں اذانوں کا مقصد

پھر فرمایا کہ "کتاب الأذان"[۱] کے بارے میں اگر آپ ہم سے مشورہ کرتے تو ہم یہ کہتے کہ شیعوں کی اذان کے بارے میں کچھ لکھیے۔

حضرت عثمانؓ کے زمانے میں جمعہ کے دن دو اذانیں ہوتی تھیں، حضور ﷺ کے زمانے میں ایک اذان ہوتی تھی۔ مولوی احمد رضا خانؒ نے کہا کہ یہ بدعت ہے۔ حیدرآباد کے ایک عالم مولوی معین الدینؒ نے اس کے جواب میں ایک کتاب لکھی ہے[۲] جو حضرت عثمانؓ کی حمایت میں ہے، یہ کتاب "مکالمہ بریلویت" میں بھی چھپی ہے، پھر فرمایا: اذان اول "إعلام الغائبین" کے لیے ہے اور اذان ثانی "إنصات الحاضرین" کے لیے ہے۔

بریلوی حضرات اذان کے بعد صلاۃ وسلام کرتے ہیں، اس کے متعلق کچھ لکھیے

(۱) یعنی: تنشیط الآذان من کتاب الأربعین في الأذان، تالیف یوسف شبیر احمد عفا اللہ عنہ۔

(۲) مولانا معین الدین کی کتاب کا نام ہے: القول الأظهر فیما یتعلق بالأذان عند المنبر۔

(اس کے متعلق کتاب میں بحث موجود ہے)۔

بندہ نے عرض کیا کہ ان شاء اللہ آئندہ ایڈیشن میں اِس کا خیال رکھا جائے گا۔

شیخ محی الدین ابن عربیؒ کے بارے میں غلط فہمیاں

بندہ نے پھر علامہ ابو بکر ابن العربی مالکیؒ کی عقیدے کی ایک کتاب "الکتاب المتوسط في الاعتقاد والرد علی من خالف السنة من ذوي البدع والإلحاد" بطور ہدیہ پیش کی، علامہ صاحب نے پوچھا یہ ابن العربی مالکی کی تصنیف ہے یا صوفی کی؟ اس کے بعد فرمایا کہ ابن عربی صوفی کے بارے میں بہت غلط فہمیاں ہیں جن کو حضرت تھانویؒ نے اپنے رسالہ (التنبیہ الطربي في تنزیه ابن العربي)[1] میں دور کیا ہے۔

بندہ نے سوچا کہ علامہ صاحب کا حافظہ اِس عمر میں بھی زبردست ہے۔

اس ملاقات میں بندہ کے ساتھ مولانا زبیر بن مفتی نذیر صاحب بھی ساتھ تھے۔ انھوں نے علامہ صاحب سے ذکر کیا کہ وہ پاکستان تشریف لے جارہے ہیں، حضرت علامہ صاحب نے اُن سے درخواست کی کہ احسن الفتاویٰ[2] لے آئیں۔

(۱) حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ متوفی ۱۳۶۲ھ کی کتاب خصوص الکلم ابن عربیؒ کی کتاب فصوص الحکم کی شرح ہے، اس شرح کی ابتدا میں حضرت تھانویؒ نے ایک مختصر مقدمہ تحریر فرمایا ہے جو التنبیه الطربي في تنزیه ابن العربي کے نام سے موسوم ہے۔ یہ مقدمہ اور شرح دونوں ارمغان ابن عربی کے نام سے مطبوع ہے۔

(۲) یہ حضرت مفتی رشید احمد لدھیانویؒ متوفی ۱۴۲۲ھ کے فتاوی کا مجموعہ ہے جو دس جلدوں میں مطبوع ہے، تفقہ اور تعمق کے اعتبار سے اردو زبان میں یہ واقعی احسن الفتاوی ہے۔

﴾چوتھی ملاقات﴾

﴾۴/اپریل ۲۰۱۹ء﴾

۴/اپریل ۲۰۱۹ء کو علامہ خالد محمود صاحب کی صحبت میں مانچسٹر میں دو گھنٹے گذارے، اِس ملاقات میں کوئی اور موجود نہ تھا۔ راستہ میں بندہ نے بولٹن اسلامک بک شاپ سے احسن الفتاوی کی مکمل دس جلدیں خریدیں اور علامہ صاحب کی خدمت میں پیش کیں، علامہ صاحب فرمانے لگے کہ میں نے تو مولوی زبیر کو ایسے ہی کہا تھا کہ اگر سامان نہ ہو تو لے آنا، پھر فرمایا کہ اِس کے بدلہ میں قاضی عیاضؒ کی شرح مسلم[۱] ہو تو وہ لے لو۔ میں نے عرض کیا کہ وہ بھی دیکھ لوں گا۔ یہ سن کر فرمایا کہ "وہ بھی" اور مسکرانے لگے۔ حضرت علامہ صاحب بہت خوش ہوئے، شاید اس وجہ سے بھی خوش ہوئے کہ گذشتہ مرتبہ کی ناراضگی میرے واپس آنے میں مانع نہ بنی۔

ابوطالب کے ایمان پر بحث

پھر بندہ نے اپنی ایک تحریر "إعانة الطالب على اعتقاد أبي طالب"[۲] علامہ صاحب کی خدمت میں پیش کی، دیکھ کر خوشی کا اظہار کیا، نیز فرمایا: ابوطالب کے چار بیٹے تھے: عقیل اور طالب تو وارث ہوئے، علی اور جعفر وارث نہیں ہوئے، عقیل کا بیٹا مسلم بن عقیل حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھا۔

پھر فرمایا: ایک شیعی عالم ہے شیخ صدوق، اس نے لکھا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جنت میں

(۱) إكمال المعلم بفوائد مسلم، قاضی عیاض مالکیؒ متوفی ۵۴۴ھ کی شرح ہے، امام نوویؒ متوفی ۶۷۶ھ اپنی شرح مسلم میں اس سے بہت نقل فرماتے ہیں۔

(۲) دیکھیے: (www.islamicportal.co.uk/did-abu-talib-pass-away-in-the-state-of-belief)

ابوطالب کو بہت بلند مقام پر دیکھا، تو جبریلؑ سے پوچھا کہ یہ کیسے؟ جبریلؑ نے فرمایا: لکتمانه الإيمان وإظهاره الكفر۔ تو کفر کے اظہار کا اقرار کیا۔ اِن جیسے امور میں حضرت علامہ صاحب بہت ہی حاضر جواب تھے۔

پھر فرمایا: حضرت تھانویؒ فرماتے تھے کہ اس مسئلہ کو زیادہ سختی سے بیان مت کرو۔

نیز فرمایا: جیسا کہ حضور ﷺ کے والدین کے ایمان وعدم ایمان کے بارے میں، اس لیے کہ جن لوگوں نے بھی لکھا ہے وہ حضور ﷺ کی محبت میں لکھا ہے۔

رسالہ کے کچھ حصے پڑھ کر فرمایا: امام ابن تیمیہ نے جو اتفاق نقل کیا ہے (۱) وہ اہل سنت کا اتفاق ہے اور علامہ آلوسی نے جو بات کہی ہے (۲) وہ شیعوں کو سامنے رکھ کر کی ہے۔

علامہ سیوطیؒ اور ان کی کتابوں پر تبصرہ

پھر فرمایا: سیوطیؒ اتنے پختہ نہیں ہے۔ جلالین (۳) اور الإتقان (۴) میں سب ٹھیک ہے؛ لیکن الدر المنثور (۵) میں ضروری نہیں کہ سب ٹھیک ہو۔

(۱) امام ابن تیمیہؒ منہاج السنۃ میں تحریر فرماتے ہیں: مات كافراً باتفاق أهل العلم۔

(۲) علامہ محمود آلوسی بغدادیؒ متوفی ۱۲۷۰ھ روح المعانی میں تحریر فرماتے ہیں: ومسألة إسلامه خلافية، وحكاية إجماع المسلمين أو المفسرين على أن الآية نزلت فيه لا تصح، فقد ذهب الشيعة وغير واحد من مفسريهم إلى إسلامه۔

(۳) تفسیر الجلالین تفسیر کی معروف مختصر کتاب ہے، اس کے ایک مصنف علامہ جلال الدین محلیؒ متوفی ۸۶۴ھ ہیں اور دوسرے مصنف علامہ جلال الدین سیوطیؒ متوفی ۹۱۱ھ ہیں۔

(۴) الإتقان في علوم القرآن، علامہ جلال الدین سیوطیؒ کی معروف کتاب ہے۔

(۵) الدر المنثور في التفسير المأثور علامہ جلال الدین سیوطیؒ کی احادیث وآثار پر مشتمل تفسیر ہے۔

پھر فرمایا: اندازہ کرو کہ ابوطالب کے متعلق ان کو (یعنی شیعوں کو) کتنی تکلیف ہوتی ہے، تو حضرت ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما کے حوالے سے ہمیں کتنی تکلیف ہوتی ہوگی۔

پھر فرمایا: مجمع البیان[1] شیعوں کی تفسیر کی کتاب ہے، اسے بھی دیکھنا کہ آیت: إِنَّكَ لَا تَهْدِي مَنْ أَحْبَبْتَ [القصص: ۵۶] کی تفسیر میں کیا لکھا ہے۔[2]

پھر فرمایا: یہ رسالہ مولانا عبد العلیم فاروقی کو دینا، ان کے کام کی کتاب ہے (بندہ نے بعد میں ان سے ملاقات کی اور رسالہ پیش کیا)۔

اجماع کا لفظ کب شروع ہوا

اس کے بعد ارشاد فرمایا: اجماع کا لفظ کب شروع ہوا؟ کیا دورِ نبوی اور پھر حضرت ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما کے زمانے میں اس کا کوئی تذکرہ ملتا ہے؟ اگر کچھ ملے تو بتانا، لا تجتمع أمتي على ضلالة تو ہے؛ لیکن اجماع کا لفظ کب شروع ہوا، صحابہ کے زمانے میں اجماع تھا یا نہیں؟ بندہ نے عرض کیا کہ دیکھ کر بتاوں گا۔

کھانے سے قبل اور کھانے کے بعد نمک کھانے کی تحقیق

بندے نے پھر کھانے سے قبل اور کھانے کے بعد نمک کھانے کے متعلق اپنی تحقیق[3] کا خلاصہ پیش کیا کہ بندہ کی جستجو کے مطابق سب سے پہلے فقیہ ابو اللیث سمرقندیؒ نے اس کا تذکرہ کیا ہے، پھر شیخ ابو طالب مکیؒ نے، پھر امام غزالیؒ نے اور پھر شیخ عبد القادر جیلانیؒ

(۱) مجمع البیان في تفسیر القرآن، شیعی مفسر ابو علی الفضل بن الحسن الطبرسی متوفی ۵۴۸ھ کی تالیف ہے۔

(۲) اِس آیت کے ضمن میں ابوطالب کے ایمان کو ثابت کیا ہے۔

(۳) دیکھیے: (www.islamicportal.co.uk/salt-before-and-after-food)

نے [۱] اور بظاہر یہ شیعہ کی کتب سے ماخوذ ہے؛ اس لیے کہ "الكافي" [۲] میں اس کے متعلق کچھ روایات ہیں۔ علامہ صاحب نے فرمایا کہ یہ تو میں پہلی بار سن رہا ہوں۔ بندہ نے عرض کیا حضرت تھانوی ؒ نے بھی یہ امام غزالی ؒ سے نقل کیا ہے۔ فرمایا: مجھے دکھانا۔

اس کے بعد ارشاد فرمایا کہ وہاں سے غنیہ [۳] نکالو، اس میں استحباب لکھا ہوا ہے۔ نیز فرمایا کہ شاید نمکین چیز مراد ہو، نہ کہ نمک کھانا، جیسے گجراتی لوگ میٹھا کھاتے ہیں۔ نیز فرمایا: شاید سنت سے مراد سنت رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نہ ہو؛ بلکہ سنت صحابہ یا سنت امت مراد ہوں۔

بندہ نے عرض کیا کہ ان شاء اللہ آئندہ ملاقات میں اپنی تحریر حضرت کی خدمت میں پیش کروں گا۔

اس کے بعد علامہ صاحب فرمانے لگے: یہ جو آپ اصل مرجع تلاش کرتے ہیں، یہ بات مجھے بہت اچھی لگی۔

تفسیر المراغی اور في ظلال القرآن

پھر بندہ سے پوچھا: تفسیر مراغی [۴] کے بارے میں آپ کا کیا خیال ہے؟ بندہ نے عرض کیا کہ اس سے زیادہ استفادہ نہیں کیا ہے کہ اس کے متعلق کچھ کہہ سکوں۔ پھر سید قطب شہید ؒ

(۱) راقم السطور عرض کرتا ہے کہ بہت سے امور میں شیخ عبد القادر جیلانی ؒ (متوفی ۵۶۱ھ) امام غزالی ؒ (متوفی ۵۰۵ھ) کی، اور وہ شیخ ابو طالب مکی ؒ (متوفی ۳۸۶ھ) کی اور وہ فقیہ ابو اللیث سمرقندی ؒ (متوفی ۳۷۳ھ) کی تقلید کرتے ہیں۔

(۲) الكافي، محمد بن یعقوب الکلینی متوفی ۳۲۹ھ کی معروف تصنیف ہے۔

(۳) الغنية لطالبي طريق الحق، المعروف بغنية الطالبين، شیخ عبد القادر جیلانی ؒ متوفی ۵۶۱ھ کی عربی تصنیف ہے، جس کا ترجمہ کئی زبانوں میں ہو چکا ہے، حضرت علامہ صاحب ؒ کے پاس اُس وقت اس کا اردو ترجمہ تھا۔

(۴) تفسیر المراغی کے مصنف علامہ سید احمد مصطفی المراغی متوفی ۱۳۷۱ھ ہیں۔

کی تفسیر (۱) کے متعلق پوچھا، بندہ نے عرض کیا کہ ان کے بعض تفردات ضرور ہیں؛ لیکن وہ تعبیر میں بہت ہی زیادہ ماہر ہیں۔

پھر بندہ نے علامہ صاحب سے پوچھا کہ آپ نے بخاری شریف کن سے پڑھی ہے؟

علامہ صاحب نے فرمایا کہ مولانا ادریس صاحب کاندھلویؒ سے پڑھی اور مولانا شبیر احمد عثمانیؒ سے بھی پڑھی ہے، پھر فرمانے لگے کہ اسے مت لکھو، لوگ آج کل اس کے پیچھے پڑ گئے ہیں۔

(۱) سید قطب شہید متوفی ۱۳۸۶ھ کی تفسیر کا نام ہے: في ظلال القرآن، آپ کی زندگی اور شہادت کے متعلق بہترین تفصیل زینب الغزالی کی عربی کتاب أيام من حياتي (Return of the Pharaoh) میں موجود ہے۔

﴿پانچویں ملاقات﴾

﴿۱۴/مئی ۲۰۱۹ء﴾

آج ۹/ رمضان المبارک ۱۴۴۰ھ کو تین بجے علامہ خالد محمود کی خدمت میں حاضر ہوا، حضرت اکیلے قرآن کی تلاوت فرما رہے تھے، بندہ نے خیریت پوچھی، فرمایا: روزے کی وجہ سے تھک جاتا ہوں، میں نے خادم سے پوچھا کون آیا ہے؟ اگر آپ کے علاوہ کوئی اور ہوتا تو میں منع کر دیتا۔ حضرت کی عمر ۹۵/ سے زائد ہے، اِس عمر میں روزہ رکھنا واقعی قابل ذکر ہے۔

حکیم الامت حضرت تھانویؒ کا تصوف

بندہ نے اولاً ایک نئی عربی کتاب "ابن تيمية صوفياً" (۱) بطور ہدیہ پیش کی۔ حضرت نے مقدمہ اور شروع کے بعض صفحات کا مطالعہ کیا، پھر فہرست دیکھ کر مزید کچھ صفحات کا مطالعہ کیا، پھر فرمایا: مولانا اشرف علی تھانویؒ کا تصوف پختہ ہے، اس کو کوئی رد نہیں کرسکتا۔ اس کے بعد بندہ سے پوچھا: اِس کتاب کے بارے میں آپ کے کیا تاثرات ہیں؟ بندہ نے عرض کیا کہ اہل حدیث حضرات کے لیے یہ کتاب اِس اعتبار سے مفید ہے کہ علامہ ابن تیمیہؒ متصوف بھی تھے اور تصوف دین کا حصہ ہے۔

گذشتہ ملاقات میں حضرت نے اجماع کے متعلق کچھ مواد جمع کرنے کو کہا تھا۔ آج صبح جلدی میں بندہ نے جو کچھ مواد جمع کر کے پرنٹ کیا تھا وہ حضرت کی خدمت میں پیش کیا، یہاں اسے نقل کیا جاتا ہے:

---

(۱) یہ شیخ عادل الشعیبی کی تصنیف ہے جو دار الریاحین سے مطبوع ہے۔

دلائل حجية الإجماع

بقلم: يوسف شبير أحمد البريطاني

بسم الله الرحمن الرحيم

الآيات القرآنية

[١] قال الله تعالى: ﴿وَمَن يُشَاقِقِ الرَّسُولَ مِن بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُ الْهُدَىٰ وَيَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيلِ الْمُؤْمِنِينَ نُوَلِّهِ مَا تَوَلَّىٰ وَنُصْلِهِ جَهَنَّمَ وَسَاءَتْ مَصِيرًا﴾ [النساء:١١٥]

قال الحافظ ابن كثير في التفسير [٤١٢/٢]: هذا ملازم للصفة الأولى، ولكن قد تكون المخالفة لنص الشارع، وقد تكون لما أجمعت عليه الأمة المحمدية فيما علم اتفاقهم عليه تحقيقاً، فإنه قد ضمنت لهم العصمة في اجتماعهم من الخطأ، تشريفاً لهم وتعظيماً لنبيهم ﷺ. وقد وردت في ذلك أحاديث صحيحة كثيرة، قد ذكرنا منها طرفاً صالحاً في كتاب أحاديث الأصول، ومن العلماء من ادعى تواتر معناها، والذي عول عليه الشافعي رحمه الله في الاحتجاج على كون الإجماع حجة تحرم مخالفته هذه الآية الكريمة بعد التروي والفكر الطويل. وهو من أحسن الاستنباطات وأقواها، وإن كان بعضهم قد استشكل ذلك واستبعد الدلالة منها على ذلك، انتهى.

[٢] وقال الله تعالى: ﴿وَكَذَٰلِكَ جَعَلْنَاكُمْ أُمَّةً وَسَطًا لِّتَكُونُوا شُهَدَاءَ عَلَى النَّاسِ وَيَكُونَ الرَّسُولُ عَلَيْكُمْ شَهِيدًا﴾

قال شيخ الإسلام ابن تيمية في فتاويه [١٩/١٧٧]: والوسط: العدل الخيار، وقد جعلهم الله شهداء على الناس وأقام شهادتهم مقام شهادة الرسول. وقد ثبت في الصحيح أن النبي صلى الله عليه وسلم مر عليه بجنازة فأثنوا عليها خيراً فقال: وجبت وجبت، ثم مر عليه بجنازة فأثنوا عليها شراً فقال: وجبت وجبت، قالوا: يا رسول الله! ما قولك وجبت وجبت؟ قال: هذه الجنازة أثنيتم عليها خيراً فقلت: وجبت لها الجنة، وهذه الجنازة أثنيتم عليها شراً، فقلت: وجبت لها النار، أنتم شهداء الله في الأرض. فإذا كان الرب قد جعلهم شهداء لم يشهدوا بباطل، فإذا شهدوا أن الله أمر بشيء فقد أمر به، وإذا شهدوا أن الله نهى عن شيء فقد نهى عنه، ولو كانوا يشهدون بباطل أو خطأ لم يكونوا شهداء الله في الأرض، بل زكاهم الله في شهادتهم كما زكى الأنبياء فيما يبلغون عنه أنهم لا يقولون عليه إلا الحق، وكذلك الأمة لا تشهد على الله إلا بحق، انتهى.

الأحاديث النبوية وآثار الصحابة رضي الله عنهم

[١] عن ابن عمر رضي الله عنهما أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: إن الله لا يجمع أمتي، أو قال: أمة محمد صلى الله عليه وسلم، على ضلالة، ويد الله مع الجماعة، ومن شذ شذ إلى النار، رواه الترمذي [٢١٦٧] وقال بعد الكلام في إسناده: وتفسير الجماعة عند أهل العلم هم أهل الفقه والعلم والحديث، وسمعت الجارود بن معاذ يقول: سمعت علي بن الحسن، يقول: سألت عبد الله بن المبارك: من الجماعة؟ فقال: أبو بكر وعمر، قيل له: قد مات أبو بكر وعمر، قال: فلان

وفلان، قيل له: قدمات فلان وفلان، فقال عبد الله بن المبارك: أبو حمزة السكري جماعة: وأبو حمزة هو محمد بن ميمون وكان شيخاً صالحاً، وإنما قال هذا في حياته عندنا، انتهى.

وقال الإمام الحاكم بعد ما روى هذا الحديث بعدة طرقه ونبه على الاختلاف في إسناده: قد استقر الخلاف في إسناد هذا الحديث على المعتمر بن سليمان، وهو أحد أركان الحديث من سبعة أوجه، لا يسعنا أن نحكم أن كلها محمولة على الخطأ بحكم الصواب لقول من قال عن المعتمر، عن سليمان بن سفيان المدني، عن عبد الله بن دينار، ونحن إذا قلنا هذا القول نسبنا الراوي إلى الجهالة فوهنا به الحديث، ولكنا نقول: إن المعتمر بن سليمان أحد أئمة الحديث، وقد روي عنه هذا الحديث بأسانيد يصح بمثلها الحديث، فلابد من أن يكون له أصل بأحد هذه الأسانيد، ثم وجدنا للحديث شواهد من غير حديث المعتمر لا أدعي صحتها ولا أحكم بتوهينها؛ بل يلزمني ذكرها لإجماع أهل السنة على هذه القاعدة من قواعد الإسلام، فممن روى عنه هذا الحديث من الصحابة عبد الله بن عباس، انتهى.

[٢] وعن ابن عباس يحدث أن النبي صلى الله عليه وسلم قال: لا يجمع الله أمتي - أو قال هذه الأمة - على الضلالة أبداً، ويد الله على الجماعة، رواه الحاكم [٢٠٢/١] والبيهقي في الأسماء والصفات [٧٠٢] بهذا اللفظ. وروى غير واحد كالترمذي [٢١٦٦] الحديث مقتصراً على الجملة الأخيرة. قال الترمذي:

حسن غريب.

[٣] وعن أبي بصرة الغفاري صاحب رسول الله صلى الله عليه وسلم أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: سألت ربي عز وجل أربعاً فأعطاني ثلاثاً ومنعني واحدة: سألت الله عز وجل أن لا يجمع أمتي على ضلالة فأعطانيها، وسألت الله عز وجل أن لا يظهر عليهم عدواً من غيرهم، فأعطانيها، وسألت الله عز وجل أن لا يهلكهم بالسنين كما أهلك الأمم قبلهم، فأعطانيها، وسألت الله عز وجل أن لا يلبسهم شيعاً ويذيق بعضهم بأس بعض فمنعنيها، رواه أحمد [٢٧٢٢٤] والطبراني في الكبير [٢١٧١] ورواه ابن عبد البر في جامع بيان العلم وفضله [١٣٩٠] مختصراً، وفيه الجملة المقصودة. قال الأرنؤوط في تعليقه على مسند الإمام أحمد: صحيح لغيره، انتهى.

[٤] وعن أنس بن مالك يقول: سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول: إن أمتي لا تجتمع على ضلالة، فإذا رأيتم اختلافاً فعليكم بالسواد الأعظم، رواه ابن ماجه [٣٩٥٠] بإسناد ضعيف.

[٥] وعن أنس بن مالك عن النبي صلى الله عليه وسلم أنه سأل ربه أربعا: سأل ربه أن لا يموت جوعاً فأعطي ذلك، وسأل ربه أن لا يجتمعوا على ضلالة فأعطي ذلك، وسأل ربه أن لا يرتدوا كفاراً فأعطي ذلك، وسأل ربه أن لا يغلبهم عدو لهم فيستبيح بأسهم فأعطي ذلك، وسأل ربه أن لا يكون بأسهم بينهم فلم يعط ذلك، رواه الحاكم [١/٢٠٣] بإسناد ضعيف، ولذا قال: أما مبارك بن سحيم،

فإنه ممن لا يمشي في مثل هذا الكتاب، لكني ذكرته اضطراراً، انتهى.

[٦] وعن أبي ذر قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: من فارق الجماعة شبراً فقد خلع ربقة الإسلام من عنقه، رواه أبو داود [٤٧٥٨] وأحمد [٢١٥٦٠] والبزار [٤٠٥٨] والحاكم [١/٢٠٣]. ورواه الحاكم من حديث ابن عمر وغيره فليراجع.

[٧] وعن أبي بكر بن أبي زهير الثقفي عن أبيه قال: سمعت النبي صلى الله عليه وسلم بالنباة أو بالنباوة يقول: يوشك أن تعرفوا أهل الجنة من أهل النار، أو قال: خياركم من شراركم. قيل: يا رسول الله! بماذا؟ قال: بالثناء الحسن والثناء السيئ، أنتم شهداء بعضكم على بعض، رواه الحاكم [١/٢٠٨] وقال: وإسناد الحديث صحيح، ولم يخرجاه. فقد ذكرنا تسعة أحاديث بأسانيد صحيحة يستدل بها على الحجة بالإجماع، واستقصيت فيه تحرياً لمذاهب الأئمة المتقدمين رضي الله عنهم، انتهى.

[٨] وعن كعب بن عاصم الأشعري سمع النبي صلى الله عليه وسلم يقول: إن الله تعالى قد أجار أمتي من أن تجتمع على ضلالة، رواه ابن أبي عاصم في السنة [٨٢ و٩٢].

[٩] وعن عمرو بن قيس أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: إن الله أدرك بي الأجل المرحوم واختصر لي اختصاراً فنحن الآخرون، ونحن السابقون يوم القيامة، وإني قائل قولاً غير فخر: إبراهيم خليل الله، وموسى صفي الله، وأنا

حبيب الله، ومعي لواء الحمد يوم القيامة، وإن الله عز وجل وعدني في أمتي وأجارهم من ثلاث: لا يعمهم بسنة، ولا يستأصلهم عدو، ولا يجمعهم على ضلالة، رواه الدارمي [٥٥] وهو منقطع الإسناد.

[١٠] وقال أبو مسعود البدري رضي الله عنه: عليكم بالجماعة، فإن الله لم يكن ليجمع أمة محمد على ضلالة، رواه ابن أبي شيبة [٣٧٦١٥ و ٣٧٦٧٠ و ٣٧٨٧٤] مفصلاً في قصة صفين. وصححه الحاكم [٥٥٢/٤] على شرط مسلم وأقره الذهبي، ولفظ الحاكم: عليكم بتقوى الله، ولزوم جماعة محمد صلى الله عليه وسلم، فإن الله تعالى لن يجمع جماعة محمد على ضلالة، وإن دين الله واحد، وإياكم والتلون في دين الله، وعليكم بتقوى الله، واصبروا حتى يستريح بر ويستراح من فاجر، انتهى.

[١١] وقال عبد الله بن مسعود: إن الله عز وجل نظر في قلوب العباد فاختار محمداً، فبعثه برسالاته وانتخبه بعلمه، ثم نظر في قلوب الناس بعده، فاختار له أصحابه، فجعلهم أنصار دينه ووزراء نبيه صلى الله عليه وسلم، فما رآه المؤمنون حسناً فهو عند الله حسن، وما رآه المؤمنون قبيحاً فهو عند الله قبيح، رواه أبو داود الطيالسي [٢٤٣] وأحمد [٣٦٠٠] وغيرهما، وصححه الحاكم [٤٤٦٥] وأقره الذهبي، وسياق الحاكم: ما رأى المسلمون حسناً فهو عند الله حسن، وما رآه المسلمون سيئاً فهو عند الله سيء، وقد رأى الصحابة جميعاً أن يستخلفوا أبا بكر رضي الله عنه، انتهى.

[١٢] وعن ابن عمر أن عمر بن الخطاب خطب بالجابية، فقال: قام فينا رسول الله صلى الله عليه وسلم مقامي فيكم، فقال: استوصوا بأصحابي خيراً، ثم الذين يلونهم ثم الذين يلونهم، ثم يفشو الكذب حتى إن الرجل ليبتدئ بالشهادة قبل أن يسألها، فمن أراد منكم بحبحة الجنة فليلزم الجماعة، فإن الشيطان مع الواحد، وهو من الاثنين أبعد، لا يخلون أحدكم بامرأة، فإن الشيطان ثالثهما، ومن سرته حسنته وساءته سيئته فهو مؤمن، رواه أحمد [١١٤] وصححه الترمذي [٢١٦٥] وابن حبان [٤٥٧٦و ٥٥٨٦و ٧٢٥٤] والحاكم [١/١٩٧].

ورواه الإمام الشافعي في الرسالة [ص ٤٧٣]، واستدل به على حجية الإجماع. قال: إذا كانت جماعتهم متفرقة في البلدان، فلا يقدر أحد أن يلزم جماعة أبدان قوم متفرقين، وقد وجدت الأبدان تكون مجتمعة من المسلمين والكافرين والأتقياء والفجار، فلم يكن في لزوم الأبدان معنى؛ لأنه لا يمكن، ولأن اجتماع الأبدان لا يصنع شيئاً فلم يكن للزوم جماعتهم معنى، إلا ما عليهم جماعتهم من التحليل والتحريم والطاعة فيهما. ومن قال بما تقول به جماعة المسلمين فقد لزم جماعتهم، ومن خالف ما تقول به جماعة المسلمين فقد خالف جماعتهم التي أمر بلزومها، وإنما تكون الغفلة في الفرقة، فأما الجماعة فلا يمكن فيها كافة غفلة عن معنى كتاب ولا سنة ولا قياس، إن شاء الله، انتهى.

حرره يوسف شبير أحمد البريطاني عفا الله عنه في اليوم العاشر من شهر رمضان ١٤٤٠هـ.

حضرت نے اس تحریر کو حرفاً حرفاً پڑھا، امام شافعیؒ کی ''کتاب الرسالة'' کے بارے میں پوچھا کہ کیا یہ وہی ہے جو ''کتاب الأم'' میں مطبوع ہے؟ بندہ نے عرض کیا: جی ہاں اور الگ سے بھی مطبوع ہے اور یہ مستقل تصنیف ہے۔ پھر اجماع کے متعلق علامہ صاحب فرمانے لگے کہ ان عبارات میں توجیت اجماع ہے، مجھے یہ جاننا ہے کہ اجماع کی حقیقت کیا ہے۔

گذشتہ ملاقات میں کھانے سے قبل اور کھانے کے بعد نمک کھانے کا تذکرہ ہوا تھا، بندہ نے اپنی تحریر پیش کی، اُس میں انگریزی حصہ حضرت نے حرفاً حرفاً پڑھا، پھر فرمایا: یہ تجربات کی دنیا ہے، اس کی کوئی دینی حیثیت نہیں ہے، انگریز نمک کو سفید زہر (white poision) کہتے ہیں۔

PhD کے متعلق مشورہ

بندہ نے پھر عرض کیا کہ PhD کے بارے میں حضرت کوئی مشورہ عنایت فرمائیں۔

بندہ نے اپنی قانون کی ڈگری کا بھی تذکرہ کیا۔ حضرت علامہ صاحب نے ارشاد فرمایا: یتیم پوتا دادا کی میراث نہیں پاسکتا، اس پر PhD کرلو، اِس سلسلہ میں انگریزی میں مواد کم ہے اور جس میں مواد کم ہوتا ہے اس میں PhD ملنا آسان ہوجاتا ہے، یہ ایک New Legal Subject ہے۔

پھر علامہ صاحب نے بندہ سے پوچھا کہ کیا کوئی اردو زبان میں حدیث کے متعلق ایسا تصنیفی کام کررہا ہے جو قابل ذکر ہو؟ بندہ نے عرض کیا کہ ہمارے حلقے میں میرے علم میں نہیں ہے۔ اس پر فرمایا کہ ایک بنگلہ دیشی عالم ہیں جنھوں نے بخاری کی شرح لکھنا شروع کی ہے، ابھی ایک جلد آئی ہے، اچھی خدمت ہے، آپ بھی اُسی نہج پر حدیث کی خدمت کرو۔

حضرت علامہ صاحب کے ساتھ مختلف موضوعات پر باتیں ہوتی رہیں۔ بہت ہی اہتمام

سے فرمایا کہ والد صاحب کو سلام کہنا۔

پھر ارشاد فرمایا: صرف دوسروں کی رائے نقل کرنا علم نہیں ہے، تو کیا کہتا ہے، رائے قائم کرنے کا ملکہ ہونا چاہیے۔

بندہ نے عرض کیا: حضرت، آپ کے PhD کا عنوان کیا تھا اور کیا وہ مطبوع ہے؟ فرمایا کہ قرآن کریم کے بارے میں امام بخاریؒ اور قلینی شیعی کا کیا نظریہ تھا، یہ ایک تقابلی مطالعہ (Comparative Study) تھا۔

بعض اہم کتب تفسیر

اس پر بندہ نے عرض کیا کہ حضرت آپ کونسی تفسیر سے زیادہ استفادہ فرماتے ہیں؟ فرمایا: تفسیر کوئی نہیں ہے۔ پھر حضرت تھانویؒ کی بیان القرآن [۱] اور تفسیر عثمانی [۲] کا خاص ذکر فرمایا۔ روح المعانی [۳] اور تفسیر رازی [۴] کا بھی تذکرہ فرمایا کہ یہ رائے والے ہیں۔ نیز فرمایا کہ مولانا ادریس کاندھلویؒ [۵] بھی رائے والے ہیں، گو انھوں نے بہت سی چیزیں پہلے

(۱) تفسیر بیان القرآن، حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانویؒ متوفی ۱۳۶۲ھ کی معروف تصنیف ہے۔

(۲) تفسیر عثمانی، علامہ شبیر احمد عثمانیؒ متوفی ۱۳۶۹ھ کی جامع اور مقبول تصنیف ہے، ترجمہ اس میں شیخ الہند مولانا محمود حسن دیوبندیؒ متوفی ۱۳۳۹ھ کا ہے۔

(۳) روح المعاني في تفسير القرآن العظيم والسبع المثاني، علامہ محمود آلوسی بغدادیؒ متوفی ۱۲۷۰ھ کی تصنیف ہے۔

(۴) اس تفسیر کا نام مفاتيح الغيب ہے، جو التفسير الكبير سے بھی مشہور ہے، اس کے مصنف علامہ فخر الدین رازیؒ متوفی ۶۰۶ھ ہیں۔

(۵) مولانا ادریس کاندھلویؒ متوفی ۱۳۹۴ھ کی تفسیر کا نام معارف القرآن ہے، سورۃ ص تک پہنچنے کے بعد آپ کا وصال ہوگیا، اس کے بعد تکمیل آپ کے فرزند مولانا محمد مالکؒ متوفی ۱۴۰۹ھ نے کی۔ والد محترم حضرت مفتی شبیر احمد صاحب سے بارہا سنا کہ یہ بہترین تفسیر ہے، اس کی تعریب ہونی چاہیے۔

والوں سے لی ہیں۔

فیه کل شیئ إلّا التفسیر

تفسیر رازی کے متعلق مشہور مقولہ "فیه کل شیئ إلّا التفسیر" کے متعلق فرمایا کہ یہ صحیح نہیں ہے۔

پھر علامہ صاحب نے منقول اور معقول کے درمیان فرق کے متعلق تفسیر رازی کی ایک طویل عبارت حفظاً سنائی، اس استحضار اور حافظہ پر میں حیران رہ گیا۔

اس کے بعد بندہ سے پوچھا کہ قرآن کریم کی آیت ﴿وَأَلْقَى الْأَلْوَاحَ﴾ میں "ألقیٰ" کا کیا معنی ہے؟ بندہ نے عرض کیا: "رکھ دیا"، فرمایا: رکھنا تو "وَضَعَ" ہے۔ "ألقیٰ" کا معنی ہے ڈالنا یا پھینکنا۔

علامہ صاحبؒ کی بعض تصانیف کا تذکرہ

گفتگو کے دوران علامہ صاحب نے بندہ سے پوچھا کہ کیا آپ نے میری کتاب Authenticity of Hadith دیکھی ہے؟ بندہ نے عرض کیا: نہیں۔ نیز فرمایا کہ "دورۃ حدیث" جس میں بارہ احادیث پر اردو میں میرے افادات ہے اسے پڑھنا۔

اس کے بعد آپ کی کتاب "تجلیات آفتاب" کے متعلق یہی سوال کیا اور بندہ نے وہی جواب دیا، اس پر فرمایا کہ میں نے یہ کتاب ایک مہینہ پہلے پڑھی اور میں خود حیران ہوگیا، اللہ تعالیٰ نے اِس کتاب میں بہت کام لیا ہے۔

پھر اخیر میں تبلیغی جماعت اور موجودہ اختلاف کے متعلق اپنی کچھ ذاتی آراء مفصلاً بیان فرمائیں۔

﴿چھٹی ملاقات﴾

﴿۳۱/ جولائی ۲۰۱۹ء﴾

آج ۳۱ / جولائی ۲۰۱۹ء بمطابق ۲۹ / ذی القعدہ ۱۴۴۰ھ مغرب کی نماز مانچسٹر کی سیٹی جامع مسجد میں بمعیت مولانا اشرف پٹیل اور دار العلوم بری کے استاذ قرآن مولانا سلیمان پٹیل ادا کی۔

اس سے تین دن قبل علامہ خالد محمود صاحب کے نواسے یا پوتے کا پیغام آیا تھا کہ علامہ صاحب یاد فرما رہے ہیں، اُن سے کچھ ہفتہ قبل مالٹا میں ملاقات ہوئی تھی۔ بندہ کی حضرت علامہ صاحب سے آخری ملاقات رمضان کے مہینے میں ہوئی تھی، پھر مسلسل اسفار کی وجہ سے ملاقات نہ ہوسکی۔

قبل از ولادت تحنیک

بہر کیف! علامہ صاحب سے مسجد میں ملاقات ہوئی، فوراً پہچان لیا، معانقہ فرمایا، دیکھ کر بہت خوش ہوئے، پھر کیبن میں اپنے کمرے میں تشریف لے گئے، کوئی صاحب تحنیک کے لیے تشریف لائے ہوئے تھے، علامہ صاحب نے فرمایا: تحنیک پیدا ہونے کے بعد ہوتی ہے، البتہ میں دم کر دیتا ہوں؛ تا کہ بچہ کی ولادت جلدی بعافیت ہو جائے۔ بندہ نے دل میں سوچا کہ ہمارے حضرت شیخ مولانا محمد یونس جونپوری ؒ متوفی ۱۴۳۸ھ بھی قبل از ولادت تحنیک نہیں فرماتے تھے اور یہی فرماتے تھے کہ ولادت کے بعد تحنیک ہوتی ہے، ہمارے والد محترم مفتی شبیر احمد صاحب کو بھی بارہا اسی طرح کہتے ہوئے سنا۔

علامہ صاحب کے کمرے میں داخل ہوتے ہی آپ نے خیر خیریت پوچھی، والد صاحب کی بھی خیریت دریافت کی۔ بندہ نے عرض کیا کہ والد صاحب مکہ مکرمہ میں حج پر ہیں، فرمایا: دعا کی درخواست کرنا اور صلاۃ وسلام کی بھی۔ بندہ نے عرض کیا: میرا بھی کچھ دن میں حج کا سفر ہے، فرمایا: پھر تم ہی صلاۃ وسلام پیش کر دینا، انھیں کہنے کی ضرورت نہیں ہے۔

حج؛ ایک عاشقانہ عمل

اس کے بعد ارشاد فرمایا: حج ایک ہی ہوتا ہے، میں نصیحت کرتا ہوں کہ حج میں عمل دیوانہ ہوں۔ امت میں اتفاق کیسے پیدا ہوگا جو حج کا اہم مقصد ہے، یہ تب ہوگا جب سب حضورﷺ کی اتباع میں دیوانہ ہو کر عمل کریں، ہر چیز میں اگر علم وحکمت تلاش کی جائے تو حج کا لطف نہیں رہتا۔ اگر کوئی اشکال کرے کہ تم تو دیوانے ہو، تو بتا دینا کہ جی ہم دیوانے ہیں۔

اجماع کا مقصد

حضرت علامہ صاحب کو گذشتہ مجالس کا پورا استحضار تھا، فرمایا: آپ نے جو اجماع کی حجیت پر مواد جمع کیا تھا وہ اپنی جگہ ٹھیک ہے؛ لیکن اجماع کی حقیقت کیا ہے؟ اس کی کیا شان ہے؟ اس کے کیا فوائد ہیں؟ اس کو حج کے بعد دیکھیں گے۔ پھر فرمایا کہ اجماع کا مقصد یقین دلانا ہے۔

بندہ نے عرض کیا کہ امام رازیؒ نے "المحصول"[1] میں اجماع پر بحث کے دوران شیعہ کی تردید کی ہے۔ حضرت علامہ صاحب نے فرمایا: شیعہ کہتے ہیں کہ امام کا تقرر خدا کرے گا، یہ حضورﷺ کی ضد میں بات کہی ہے۔ سنی حضرات کہتے ہیں کہ امام کا تقرر مشورے

(۱) المحصول في علم أصول الفقه، علامہ فخر الدین رازیؒ متوفی ۶۰۶ھ کی تصنیف ہے۔

یعنی اجماع سے ہوتا ہے ﴿وَأَمْرُهُمْ شُورَىٰ بَيْنَهُمْ﴾۔ میں اس شیعہ سنی اختلاف سے ہٹ کر یہ دیکھنا چاہتا ہوں کہ اجماع کی کیا حقیقت ہے اور کیا شان ہے۔

بندہ نے عرض کیا کہ علامہ ابن حزمؒ (متوفی ۴۵۶ھ) نے "الإحكام في أصول الأحكام" میں لکھا ہے کہ اجماع وہی معتبر ہے جو قرآن وحدیث پر موقوف ہو۔ علامہ صاحب نے فرمایا کہ ہمارے لیے قرآن واحادیث نبویہ حجت ہے، اگر قرآن وحدیث میں کچھ نہ ہو تو پھر صحابی کا کوئی اثر ہو، ورنہ پھر مجتہد کا اجتہاد۔ اب کچھ مثالیں تلاش کرنی ہیں جن میں مجتہد کے اجتہاد پر اجماع ہو اور قرآن وحدیث وآثار صحابہ میں وہ وارد نہ ہوئے ہوں، تو اس سے اجماع کا فائدہ ثابت ہوگا۔ بندہ نے عرض کیا کہ تدوین حدیث شاید ایک مثال بن سکے۔ علامہ صاحب نے جواباً فرمایا کہ کتابتِ حدیث تو سنن ترمذی میں ہے: استعن بيمينك۔[1]

پھر علامہ صاحب نے فرمایا کہ جمع قرآن کے وقت اگر کسی صحابی نے کہا کہ یہ قرآن میں سے نہیں ہے تو اس کی تکفیر نہیں کی جاتی، لیکن اگر آج کوئی انکار کرے تو اس کی تکفیر کی جائے گی، یہ ہے اجماع، یقین پیدا ہوگیا، اجماع کا فائدہ ہے یقین دلانا۔

صحیح، حسن وضعیف کی تقسیم بعد کی ایجاد ہے

پھر علامہ صاحب نے فرمایا کہ صحیح حسن وضعیف کی تقسیم یہ بعد کی ایجاد کردہ ہے، ہم نے سب سے پہلے حافظ ابن حجرؒ کی نخبۃ[2] میں پڑھی تھی، حافظ ابن حجرؒ نے پہلی ہی کتابوں سے لیا ہے، ابن حجرؒ بڑے محقق ہیں۔

(۱) سنن ترمذی، حدیث رقم: ۲۶۶۶۔

(۲) نخبة الفكر في مصطلح أهل الأثر، حافظ ابن حجر عسقلانی متوفی ۸۵۲ھ کی معروف تصنیف ہے۔

خطیب بغدادیؒ اور ابن حزمؒ کا تذکرہ

پھر فرمایا: خطیب بغدادیؒ کی کتاب ”الکفایة“[1] بہت اونچے درجے کی کتاب ہے، خطیبؒ سے ہم ناراض ضرور ہیں، انھوں نے امام صاحبؒ پر نقد کیا ہے؛ لیکن خطیب بہت بڑے آدمی ہیں، اسی طرح ہم ابن حزم سے اختلاف ضرور کرتے ہیں؛ لیکن اُن کا علم بہت اونچا ہے۔

دوسرے مذاہب والوں میں العقیدۃ الطحاویہ کی مقبولیت

علامہ صاحب نے پھر بندہ سے پوچھا کہ کیا سعودیہ کی یونیورسٹی والے ہمارے مخالف ہیں؟ بندہ نے عرض کیا کہ اُن میں بعض ہماری تضلیل کرتے ہیں، اس پر فرمایا: ایسا مت کہو، ورنہ لوگ کہیں گے کہ یہ مکہ مدینہ والوں کے مخالف ہیں۔ پھر فرمایا: وہ ”العقیدة الطحاویة“ پڑھاتے ہیں، لہٰذا وہ ہمارے مخالف نہیں ہیں، انھیں اشعری ماتریدی سے اختلاف ہے، اسے ہم پیچھے رکھ دیں اور یوں کہیں کہ وہ ہمارے مخالف نہیں ہیں: اس لیے کہ وہ امام طحاویؒ کی کتاب پڑھاتے ہیں۔

جلدوں کی کثرت علم کی گہرائی کا معیار نہیں

بندہ نے عرض کیا کہ سعودیہ میں شیخ اثیوبیؒ ہیں، جو پہلے حنفی تھے، اب پکے غیر مقلد ہیں، انھوں نے مسلم شریف کی چالیس جلدوں میں شرح لکھی ہے[2]، اس میں وہ ہمارے اکابر کے اقوال نقل کرتے ہیں اور ان کی ایک سند حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ کے واسطہ سے ہے۔ اس

(۱) الكفاية في علم الرواية يا الكفاية في معرفة أصول علم الرواية، خطیب بغدادی متوفی ۴۶۳ھ کی تصنیف ہے۔

(۲) اس کتاب کا نام: البحر المحيط الثجاج في شرح صحيح الإمام مسلم بن الحجاج، ہے، اس کے مصنف شیخ محمد بن علی بن آدم اثیوبی متوفی ۱۴۴۲ھ ہیں جو کثیر التصانیف ہیں۔

پر فرمایا کہ مسلمان ہر جگہ ذلیل ہے، کیا صرف حضرت گنگوہیؒ ہمارے ہیں دوسرے نہیں! اِس مزاج سے دین کو بہت نقصان پہنچا ہے۔ اس کے بعد فرمایا: جلد کی کثرت بھول جاؤ، جلد کے پیچھے مت پڑو، جمع کر لینا تو آسان ہے، اس سے علم کی گہرائی کا پتہ نہیں چلتا۔

قبر پر صاحب قبر کی کتاب پڑھنا

اس کے بعد بندہ نے عرض کیا کہ قبر کے پاس صاحب قبر کی کتاب پڑھنے سے متعلق میں نے کچھ مثالیں جمع کی ہیں [1]، کیا علامہ صاحب کے علم میں ہمارے اکابر ہند کی کوئی مثال اس سلسلہ میں ہے؟ فوراً فرمایا: جی ہاں، میں بھی تو بزرگ ہوں، کوئی مانے یا نہ مانے الگ بات ہے۔ بندہ نے عرض کیا: ہم تو مانتے ہیں، تو بہت مسکرائے۔ پھر فرمایا: تفسیر بیضاوی پر ملا عبدالحکیمؒ کا حاشیہ ہے جو بہت بڑے بزرگ تھے، سیالکوٹ میں اُن کی قبر ہے، جب بھی کتاب کی کوئی عبارت حل نہ ہوتی، میں وہاں جاتا تھا، فوراً مسئلہ حل ہو جاتا، یہ کرنے والا اللہ ہی کی ذات ہے۔

قبر سے استفادہ اور فیض

پھر فرمایا کہ مولانا بدر عالم میرٹھیؒ صاحب نے لکھا ہے کہ علامہ انور شاہ کشمیریؒ کی عادت یہ تھی کہ جب طریقت کی باتیں آتی تو گزر جاتے؛ لیکن ایک دن میں نے قبر سے استفادہ کے متعلق پوچھ ہی لیا۔

ساڑھے دس بج رہے تھے؛ اس لیے ہم نماز عشاء پڑھنے چلے گئے، نماز عشاء کے بعد

(۱) یہ شرح الصدور بقرائۃ الکتب عند القبور کے نام سے، جزء أم حرام بنت ملحان رضي الله عنها و وفاتها بقبرس کے ساتھ مطبوع ہے۔

حضرت علامہ صاحب نے سب حاضرین سے کہا: یہ (بندہ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے) حج کے لیے جارہے ہیں، اِن کے والد مفتی شبیر صاحب ہمارے دوست اور معتقد ہیں، میں بھی ان کا قائل ہوں، وہ وہی پر ہیں اور یہ دو دن بعد جارہے ہیں؛ اس لیے سب حضرات تشریف رکھیں اور ان سے دعا اور صلاۃ وسلام کی درخواست کریں۔

پھر فرمایا کہ نماز سے قبل ہماری ایک بحث چل رہی تھی اسے پورا کردوں۔ فرمایا کہ فیض الباری [۴/ ۱۸۸] کے حاشیہ (۱) میں مولانا بدر عالم صاحبؒ قبور سے فیض کے متعلق لکھتے ہیں: ولعل ذلك لأن الشيخ كان يحسن الظن بأرباب الحقائق، بل كان هو أيضاً منهم، فإذا كان يرى تعارضاً بين أرباب الشريعة والحقيقة في أمر يكف عنه لسانه إيجاباً وسلباً، نظراً إلى الجانبين، وربما رأيته جنح إلى جانب أرباب الحقائق، إن كان الشيء من موضوعهم، فقد سألت عنه مرةً عن الاستفاضة من أهل القبور، هل يجوز ذلك أم لا؟ فقال لي: أما المحدثون فلا أراهم يجوزونه، ولكن أجيز أنا لكونه ثابتاً عند أرباب الحقائق. غير أنه ينبغي لمن كان أهلاً له، أما من كان منغمساً في الظلمات، فلا خير فيه۔

علامہ صاحب نے پوری عبارت حافظہ سے سنائی، پھر فرمایا کہ یہ استفادہ ان کے لیے ہے جو اس لائن کے ہوں۔ نیز فرمایا: استفادہ ہوتا ہے، یہ اللہ کی طرف سے ہے، مٹی میں تاثیر

(۱) فيض الباري على صحيح البخاري، علامہ انور شاہ کشمیریؒ متوفی ۱۳۵۲ھ کے امالی کا نفیس مجموعہ ہے، جس کے مرتب مولانا بدر عالم میرٹھیؒ متوفی ۱۳۸۵ھ ہیں۔ یہ علامہ کشمیریؒ کی اپنی تصنیف نہیں ہے اور امالی وفوائد نقل کرنے میں غلطی کا بھی احتمال رہتا ہے، ہمارے حضرت شیخ مولانا محمد یونس جونپوریؒ متوفی ۱۴۳۸ھ نے نبراس الساري في رياض البخاري میں بعض مواضع پر اس کی طرف توجہ دلائی ہے۔

ہوتی ہے، وقت میں تاثیر ہوتی ہے۔ پھر فرمایا: یہ باتیں ہم تقریر میں نہیں کرتے اور نہ ہی کرنا چاہیے۔

حضرت علامہؒ کے دل میں حضور ﷺ کی محبت

پھر حاضرین مجلس کی موجودگی میں بندہ سے مخاطب ہو کر فرمایا: سیٹی جامع مسجد میں سب حاضرین جو نماز عشاء کے بعد موجود تھے، اُن کی طرف سے صلاۃ وسلام پیش کرنا۔ حضرت علامہ صاحب نے یہ بات بہت عاجزی وانکساری کے ساتھ کہی، اس وقت مجھے ان کے قلب میں جو حضور ﷺ کی محبت وقدر ہے اس کا کچھ اندازہ ہوا، اتنے اہتمام سے سب کو بٹھایا اور حکم کیا کہ تمام حضرات میرے ساتھ مصافحہ کریں اور مصافحہ سے قبل آپ نے اجتماعی دعا کی، بندہ کے سفر کے لیے خصوصی دعا کی اور سب سے کروائی۔

تمام حاضرین سے مصافحہ کرنے کے بعد ہم لوگ گیارہ بجے رخصت ہوئے، دل بہت دیر تک متأثر رہا کہ علامہ صاحب نے بہت ہمت افزائی فرمائی، مقامات مقدسہ اور ارکان اسلام کی آپ کو کتنی قدر ہے، حالاں کہ بندہ کا نہ ہی آپ سے کوئی پرانہ تعلق ہے اور بندہ عمر، علم وعمل اور ہر لحاظ سے آپ سے بہت کم ہے۔ بس! ایسا محسوس ہوا کہ علامہ صاحب سے قلبی تعلق ہو گیا۔

محاسبۂ نفس

لکھتے لکھتے یاد آیا کہ نماز عشاء کے لیے مسجد میں جانے سے قبل علامہ صاحب نے ہمارے دو پھوپھی زاد بھائی مولانا اشرف ومولانا سلیمان پٹیل سے فرمایا تھا کہ یہ "**المجالس بالامانة**" ہیں، نیز فرمایا تھا کہ ان کے اور ان کے والد صاحب کے ساتھ میں بہت بے تکلف ہوں، یہ جو میں نے کہا کہ میں بزرگ ہوں، اسی بے تکلفی میں کہا، اسے نقل مت کرنا۔

یہ علامہ صاحب کا محاسبہ نفس تھا۔ (یہاں پر ایک جملہ معترضہ عرض کردوں: شیخ الاسلام حضرت مفتی محمد تقی عثمانی صاحب دامت برکاتہم نے ان آخری سالوں میں بندہ سے کہا کہ حضرت علامہ صاحب نے ایک دن ان سے فرمایا کہ میری طرف سے اگر کوئی تکلیف پہنچی ہو تو معاف فرمادیں، یہ ہے ہمارے اکابر کا طرز عمل)۔

مانچسٹر سے بلیک برن کی طرف ہم لوگ روانہ ہوئے، راستہ میں حضرت والد صاحب کی نصیحت یاد آئی جو آج سے پندرہ سال قبل فرمائی تھی کہ علامہ صاحب کا علم بہت پختہ ہے، ان سے استفادہ کرنا چاہیے، مولانا اقبال رنگونی صاحب نے ان سے بہت فائدہ اٹھایا۔ بندہ نے مولانا سلیمان و مولانا اشرف سلمہما اللہ سے عرض کیا کہ اِس عمر میں علامہ صاحب کا استحضار بے مثال ہے، عامتاً اس عمر میں اختلاط ہو ہی جاتا ہے۔

﴿ساتویں اور آخری ملاقات﴾

﴿۵/نومبر ۲۰۱۹ء﴾

آج پونے ایک بجے بندہ حضرت علامہ صاحب کی خدمت میں حاضر ہوا، کیبن کا دروازہ بند تھا، بندہ واپس ہونے لگا، اتنے میں مفتی فیض الرحمٰن صاحب کو دیکھا، انھوں نے دروازہ کھولا، وہ حضرت کی بہت خدمت کرتے ہیں۔

سب سے پہلے علامہ صاحب نے خیر خیریت دریافت کی، والد صاحب کی خیریت بھی معلوم کی، پوچھا کہ حج میں خیریت سے والد صاحب کے ساتھ ہو گئے تھے، بندہ نے عرض کیا: جی ہاں۔ پھر بندہ نے مولوی زبیر بن مفتی نذیر کی طرف سے بچے کی ولادت کی خوشی میں صنم (Sanam) دوکان کی جلیبی پیش کی، حضرت علامہ صاحب کو تازہ جلیبی بہت پسند ہے۔

علامہ صاحب پر پریشانی اور غم کے آثار ظاہر تھے، اکثر خاموش رہے، فرمایا کہ آپ کے حج پر چلے جانے کے بعد میں عجیب وغریب حالات سے گزرا، پریشان رہا۔

بعد میں مفتی فیض الرحمٰن سے معلوم ہوا کہ حضرت کو نمونیا (Pneumonia) ہوگیا تھا جس کی وجہ سے ہسپتال میں بھی ایڈمٹ ہوئے تھے، بندہ کو بہت ترس آیا۔ علامہ صاحب کی اہلیہ کا تو چند سال قبل انتقال ہوگیا تھا اور آپ نے زندگی کے آخری سال سیٹی جامع مسجد کے احاطہ میں ایک کیبن میں گذارے۔

علامہ صاحب نے پھر فرمایا کہ مولانا یوسف متالاؒ کی وفات پر بہت صدمہ ہوا، میں دارالعلوم گیا تھا، وہاں حضرتؒ کے داماد مولانا جنید صاحب موجود تھے۔

سوا ایک بجے نماز ظہر مسجد میں ادا کی، اِس عمر میں بھی علامہ صاحب چل کر مسجد جاتے ہیں، تھوڑا اسہارا لیتے ہیں، یادداشت بھی قابل ذکر ہے۔

جب مسجد جانے کے لیے کھڑے ہوئے تو خلاف معمول بندے کے ساتھ معانقہ کیا، اُس وقت تو یہ خیال آیا کہ سفرِ حج سے واپسی کے بعد اول ملاقات کی وجہ سے ہے؛ لیکن اب ایسا محسوس ہوتا ہے کہ یہ تکوینی طور پر ہوا؛ اس لیے کہ یہ آخری الوداعی ملاقات تھی۔

نمازِ ظہر کے بعد بندہ تین بجے تک بیٹھا رہا، علامہ صاحب اکثر خاموش رہے، کھانا تناول فرمایا، جلیبی گرم کروا کر تناول فرمائی، بندہ کو بھی کھلائی۔

امام ابوحنیفہؒ کے بارے میں حافظ ابن حجرؒ کی رائے

بندہ نے ہدایہ کی غریب احادیث جو حافظ زیلعی اور حافظ ابن حجر کو نہ ملی، ان کی تحقیق کے متعلق حضرت کو بتایا اور دعا کی درخواست کی۔[1] حضرت نے دعائیں دی اور فرمایا کہ "تہذیب التہذیب "[2] میں تو امام صاحبؒ کی توثیق ہے اور "الدرایة"[3] میں اس طرح ہے کہ حسن بن عمارہ اور ابوحنیفہ ضعیف ہے، بندہ خاموش رہا؛ لیکن اس وقت خیال آیا کہ

(۱) یہ کتاب: العناية في تحقيق الأحاديث الغريبة في الهداية کے نام سے دو جلد میں مطبوع ہے۔

(۲) تهذيب التهذيب، حافظ ابن حجر عسقلانیؒ متوفی ۸۵۲ھ کی معروف تصنیف ہے، یہ علامہ جمال الدین مزی متوفی ۷۴۲ھ کی کتاب: تهذيب الكمال في أسماء الرجال کی تلخیص ہے، جس کی اصل حافظ عبدالغنی مقدسیؒ متوفی ۶۰۰ھ کی کتاب: الكمال في أسماء الرجال ہے۔ یہ دونوں کتابیں مطبوع ہیں۔ اور تهذيب التهذيب کی مزید تلخیص حافظ ابن حجر نے کی، جو تقريب التهذيب کے نام سے مطبوع ہے۔ صحاح ستہ میں ذکر کردہ رجال و رواۃ کے حالات اِن کتابوں میں درج ہیں۔

(۳) الدراية في تخريج أحاديث الهداية، حافظ ابن حجر عسقلانی متوفی ۸۵۲ھ کی تصنیف ہے۔

"الدرایۃ" تو "نصب الرایۃ "[ا] کی تلخیص ہے، پھر دیکھا کہ "نصب الرایۃ "(جلد ۲، صفحہ ۷) میں یہ امام دارقطنیؒ کے کلام سے نقل کیا ہے۔ الغرض! یہ حافظ ابن حجرؒ کا اپنا کلام نہیں ہے۔

اس کے بعد بندہ رخصت ہو کر چلا گیا۔ کچھ مہینوں کے بعد کرونا کی وبا شروع ہوئی اور اسی میں علامہ صاحب اِس دارفانی سے رخصت ہو کر دارِ باقی کی طرف روانہ ہو گئے۔ اللہ تعالی انھیں جنت الفردوس میں جگہ نصیب فرمائے۔

أولئك آبائي فجئني بمثلهم إذا جَمعَتْنَا يا جريرُ المجامعُ

(ا) نصب الرایۃ لأحادیث الهدایۃ، حافظ جمال الدین زیلعی متوفی ۷۶۲ھ کی بے نظیر تصنیف ہے، یہ کتاب نصب الرایۃ سے معروف ہے، لیکن یہ نام بظاہر مستند نہیں ہے، تفصیل کے لیے العنایة في تحقیق الأحادیث الغریبة في الهدایة کا مقدمہ ملاحظہ ہو۔

الحمد لله

الذي بنعمته تتم الصالحات

﴿اردو مطبوعات مدینہ اکیڈمی، ڈیوزبری، انگلینڈ﴾

- **فضل الباری في درس البخاري۔ ۴/ جلدیں**
  (افادات مسیح الامت حضرت مولانا محمد مسیح اللہ خان صاحب جلال آبادیؒ)
- ذکرِ شیخ یوسفؒ (تذکرہ قطب برطانیہ حضرت مولانا یوسف متالا صاحبؒ)۔ ۲/ جلدیں
- مواعظ شیخ یوسفؒ (افادات قطب برطانیہ شیخ الحدیث حضرت مولانا یوسف متالا صاحبؒ)
- تذکرۂ فاروق۔ شہید حج حضرت مفتی محمد فاروق صاحب میرٹھیؒ
- مکتوبات مشایخ بنام محدث کبیر مفتی شبیر احمد پٹیل صاحب مدظلہ
- کمالاتِ علمائے دیوبند (افادات شہید حج حضرت مفتی محمد فاروق صاحب میرٹھیؒ)
- مکاتب ومدارس کے پنج بنیادی مقاصد (افادات مفکر ملت حضرت مولانا عبد اللہ صاحب کاپودرویؒ)
- عظمتوں کا قافلہ (افادات مفکر ملت حضرت مولانا عبد اللہ صاحب کاپودرویؒ)
- پیغامِ محبت (افادات مفکر ملت حضرت مولانا عبد اللہ صاحب کاپودرویؒ)
- افتتاحی واختتامی دروس شائل ترمذی
- شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد صاحب مدنیؒ کی حیات کے چند تابناک پہلو
- **الفضل المبين في المسلسل من حديث النبي الأمين ﷺ**
- مفتی سعید احمد پالن پوریؒ کی فقہی بصیرت (مرتب: مولانا مرغوب احمد صاحب لاجپوری)

English Publications

MADINA ACADEMY

DEWSBURY, ENGLAND

- A Symbol of Ambition and Resilience capturing moments of the pious ones
- Rules Governing Knowledge
- A Message & Two Speeches
- Realise Your Potential
- Basic Nahw for Primary Madaris
- The Value of Knowledge
- 5 Main Objectives of Makatib
- The Science of Hadith and the Status of Sahih al-Bukhari
- Farewell Advice of Shaykh al-Hind Mawlana Mahmud Hasan Deobandi RA
- Caravan of Glory

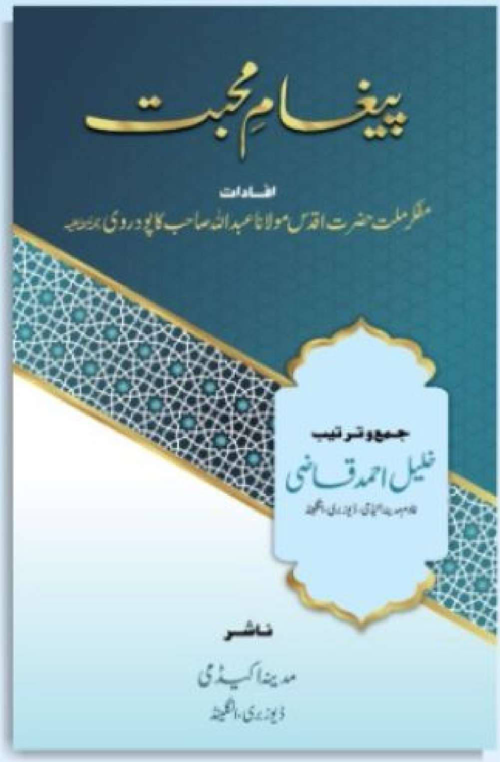

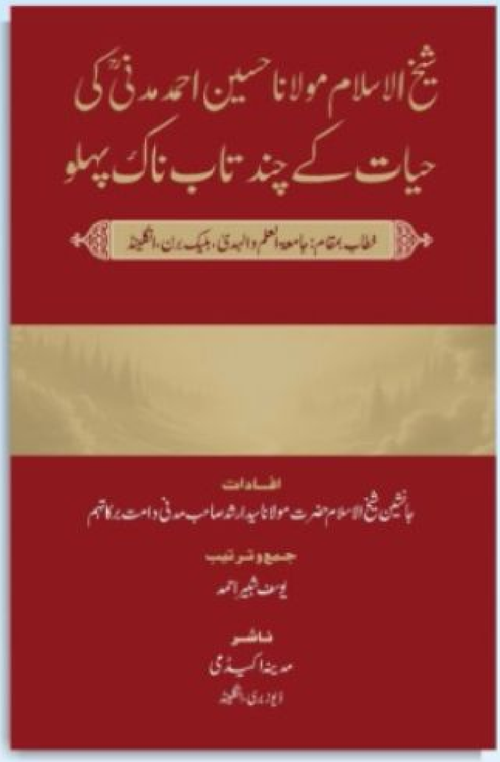

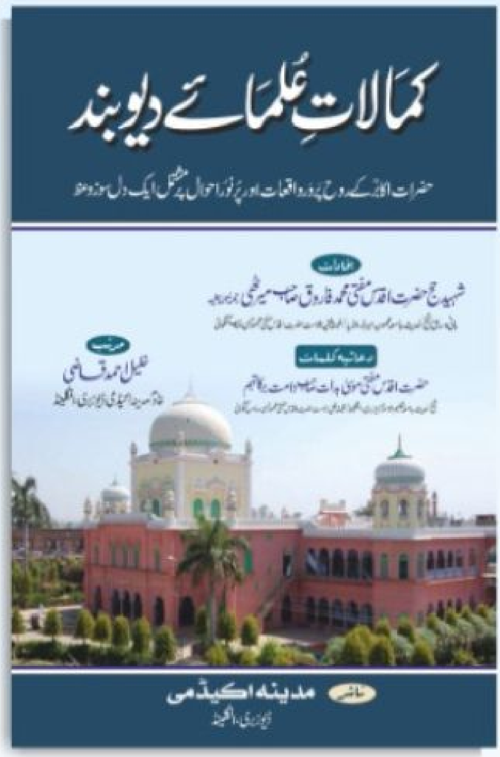

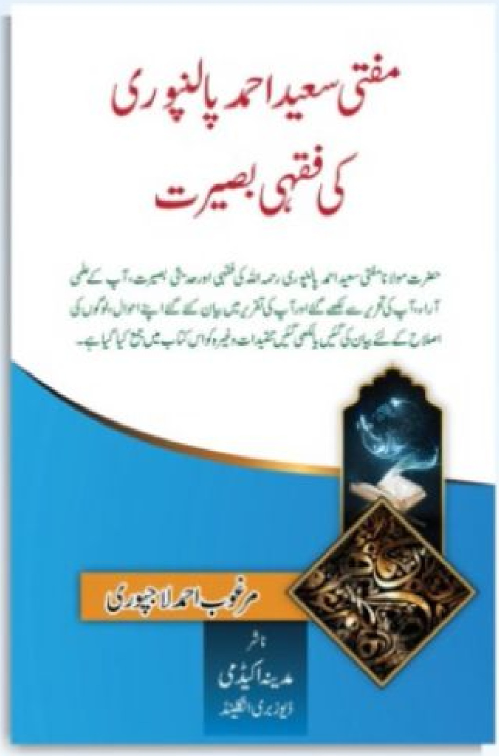

Madina Academy

Swindon Road, Dewsbury
West Yorkshire, WF13 2PA, England
Email: publications@madinaacademy.org.uk
Website: www.madinaacademy.org.uk
Tel: 00 44 7973765203